عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۱ | ۱۸ تا ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ مطابق ۹ تا ۱۵ اگست ۲۰۱۲ء | شمارہ: ۳۰

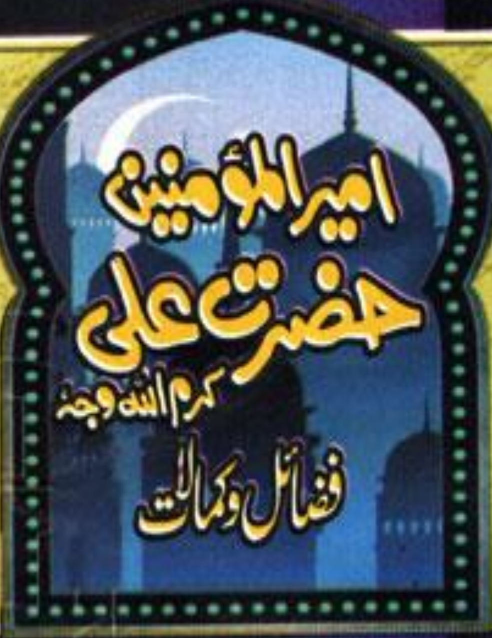

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
فضائل و کمالات

اعتکاف کے آداب

شبِ قدر
فضائل اور معمولات

قادیانی نبی کی عبادت
ایک جھلک

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

غسل فرض میں پورے بدن پر پانی بہانا

عبدالرشید خان، کراچی

س:...... میں نے ایک رسالے میں پڑھا تھا کہ جب وضو کرکے غسل کیا جائے تو پورے بدن پر تین بار پانی بہایا جائے اور بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے۔ اگر جسم کے کسی حصے پر پانی بہانا بھول جائے تو یاد آنے پر بہالیا جائے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ مثال کے طور پر میں نے صبح کے وقت وضو کیا اور تھوڑی دیر بعد یا کچھ گھنٹے بعد میرا وضو ٹوٹ گیا، وضو ٹوٹنے کے بعد میرے ذہن میں آیا کہ میں نے فلاں حصے پر تو پانی بہایا نہیں، اب چونکہ وضو تو ٹوٹ گیا، اس صورت میں کیا کیا جائے؟

ج:...... اس صورت میں دوبارہ وضو کیا جائے اور اگر غسل فرض تھا تو بدن کے اس خشک حصہ کا دھونا بھی ضروری ہے۔

مسوڑھوں سے خون آنے پر وضو کا حکم

س:...... میرے مسوڑھوں سے بہت خون آتا ہے، ایک دفعہ وضو کرکے میں تھوک زمین پر گراکر دیکھتی ہوں کہ سفید ہے یا نہیں؟ اگر سفید ہے تو ٹھیک ورنہ دوبارہ وضو کرتی ہوں، بعض اوقات تو چھ چھ، سات سات بار وضو کرنے پر بھی تھوک سفید نہیں ہوتا، بلکہ کچھ گدلا سا، کبھی ہلکا سبز ہوتا ہے۔ اسی طرح جب میں فرض غسل کرتی ہوں تو بار بار کلیاں کرتی ہوں، پھر وضو کرکے غسل کرتی ہوں تو غسل خانہ سے باہر آکر جب تھوک زمین پر گراتی ہوں تو سفید نہیں ہوتا، پھر بار بار کلیاں کرتی ہوں، دوبارہ غسل کرتی ہوں، اسی طرح کم ازکم تین بار غسل کرتی ہوں، پھر بھی دل میں شک ہی رہتا ہے۔ عجیب بے چینی رہتی ہے، نماز اور قرآن میں دل نہیں لگتا، بار بار یہی خیال آتا ہے کہ تھوک سفید نہیں تھا، اس لئے چونکہ وضو ہی نہیں تو غسل بھی نہیں ہوا، اب بتایئے میں کیا کروں؟ کیا اسی طرح نماز، قرآن وغیرہ پڑھ لوں؟ اور غسل کرلوں یا جب تک تھوک منہ سے نکلنے کے بعد سفید دکھائی نہ دے اس وقت تک وضو کرتی رہوں؟

ج:...... مسوڑھوں سے مسلسل خون آنے کی صورت میں غسل کیا گیا ہو تو غسل درست ہوجائے گا، مگر وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ وضو سے کچھ دیر پہلے مسواک وغیرہ کرلی جائے تاکہ خون بند ہوجائے، پھر کلی کرکے وضو کرلیا جائے، بار بار وضو کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر کلی کرنے سے بھی مسوڑھوں سے خون آتا ہو تو بغیر کلی کیے وضو کرلیا جائے، وضو ہوجائے گا، زیادہ وہم میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

ہاتھوں پر آٹا لگا رہنے سے وضو کا حکم

س:...... بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ روٹی پکانے کے بعد ہاتھوں میں کہیں معمولی سا آٹا لگا رہتا ہے، اچھی طرح دھونے کے بعد بھی ہاتھ صاف نہیں ہوتے، یعنی اپنی طرف سے اچھی طرح ہاتھ دھوتی ہوں اور کوشش کرتی ہوں کہ آٹا ہاتھوں پر لگا نہ رہے، لیکن جب نماز پڑھ کر دعا مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاتی ہوں تو آٹا لگا ہوا نظر آتا ہے، اس صورت میں کیا نماز دوبارہ پڑھوں؟

ج:...... بہتر یہ ہے کہ وضو کرکے آٹا گوندھا جائے، اگر ہاتھوں پر آٹا لگا رہ گیا اور اس سے اعضاء وضو کا حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہیں ہوگا، ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی اور اگر معمولی سا آٹا ہو اور یقین ہو کہ وضو کے دوران آٹا بھیگ گیا ہوگا اور جلد تک پانی بھی پہنچ گیا ہوگا تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۳۱ ۱۸ تا ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ مطابق ۸ تا ۱۵/اگست ۲۰۱۲ء شمارہ:۳۰

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!...

قادیانی نبی کی عبادت کی ایک جھلک	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اعتکاف کے آداب	۷	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
قرآن کریم کی تلاوت کے آداب	۱۱	مولانا انعام مصطفیٰ
شب قدر... فضائل اور معمولات	۱۵	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ... فضائل و مناقب	۱۷	انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی
رمضان اور قرآن	۱۹	مولانا کامران اجمل
امہات المومنینؓ کی علمی خدمات کا مختصر جائزہ	۲۲	مفتی کفیل الرحمن نشاط
آٹھ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس	۲۴	رپورٹ: مولانا عبدالحی مطمئن
بچوں کی تربیت کیسے کریں؟	۲۵	محمد کاشف

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانی نبی کی عبادات کی ایک جھلک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

قادیانیت کسی مذہب ومسلک کا نام نہیں، بلکہ یہ دھوکا، دجل، فریب اور غلط بیانی کا دوسرا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے نبی اور پیغمبر نے ان تمام قرآنی آیات کو اپنے اوپر چسپاں کیا اور اپنے آپ کو ان کا مصداق ٹھہرایا جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں وہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود مرزائیوں اور قادیانیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پورے طور پر پیروی کرنے کی بناء پر نبوت ملی ہے، نعوذ باللہ من ذلک! مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے:

''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے، اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازۂ مکالمات ومخاطبات الٰہیہ کا بند ہے۔ اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا سے دور و مہجور ہوتی بلکہ یہ معنی ہیں کہ براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض وحی پانا بند ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ملنا محال اور ممتنع ہے اور یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر ہے کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے مکالمات ومخاطبات سے مشرف ہو جائے...... یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا اور آئندہ قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں، صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا، جو کچھ ہیں، قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں جان بھی فدا کرے اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرلے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات ومخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا (دریں چہ شک) میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں، نہ کہ رحمانی۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۸۳۔ روحانی خزائن ص:۳۵۴،۳۵۳، ج:۲۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو ''پورے طور پر'' اتباع رسولؐ کی بناء پر نبوت ملنے کا مدعی ہے، اس کی عبادات، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا کیا حال تھا؟ سیرۃ المہدی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی عبادات الٰہی کے بارہ میں مذکور ہے کہ:

''مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) امرتسر میں براہین احمدیہ کی طباعت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو کتاب کی طباعت دیکھنے کے بعد مجھے فرمایا: میاں رحیم بخش! چلو سیر کر آئیں، جب آپ باغ کی سیر کر رہے تھے تو خاکسار نے عرض کیا کہ: حضرت! آپ سیر کرتے ہیں، ولی لوگ تو سنا ہے شب وروز عبادات الٰہی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ولی اللہ دو (۲) طرح کے ہوتے ہیں، ایک مجاہدہ کش، جیسے حضرت باوا فرید شکر گنج اور دوسرے محدث جیسے ابوالحسن خرقانی، محمد اکرم ملتانی، مجدد الف ثانیؒ وغیرہ، یہ دوسرے قسم کے ولی بڑے مرتبے کے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بہ کثرت کلام کرتا ہے، میں ان میں سے ہوں (گویا عبادات کے بجائے صرف مہیب دعوے کافی ہیں...... ناقل)۔'' (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۱۴)

سیرۃ المہدی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نماز کے بارہ میں مذکور ہے کہ:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ سیرۃ المہدی کی روایت ۴۶۷ میں سنین کے لحاظ سے جو واقعات درج

ہیں ان میں سے بعض میں مجھے اختلاف ہے، جو مندرجہ ذیل ہے...... (۱۳) آپ نے ۱۹۰۱ء میں ۲ ماہ تک مسلسل نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ ایک لمبے عرصے تک نمازیں جمع ہوئی تھیں (کیونکہ مرزا صاحب ان دنوں ایک کتاب کی تصنیف میں مشغول تھے، اس لئے ظہر وعصر اکٹھی پڑھ لیتے تھے، تاکہ وقت ضائع نہ ہو...... ناقل)۔'' (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۰۲)

مرزا غلام احمد قادیانی نماز پڑھاتے ہوئے اپنی بیوی کو دائیں طرف کھڑا کر لیتے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المؤمنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے، حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں، بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں! اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت ام المؤمنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی، مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے، اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔'' (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۱۳۱)

سیرۃ المہدی ہی میں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نماز کی حالت میں پان منہ میں رکھ لیتے تھے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی، ایسی کہ دم نہ آتا تھا، البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا، اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی، تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۲۰۱)

رکوع کے بعد:

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے، وہ جب دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے قعدہ سے اُٹھے تو حضرت صاحب کو پتا نہ لگا، حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے (شاید قبر مسیح کی تلاش میں کشمیر پہنچے ہوئے ہوں گے...... ناقل) جب مولوی صاحب نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور کو پتا لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نور دین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلے کی صورت پیش کی اور فرمایا: میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ (سبحان اللہ! قادیانی نبی، امتیوں سے مسئلے کی تحقیق کر رہا ہے...... ناقل) مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہوسکتا ہے، کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی (بتاتے بھی کیسے؟ معاملہ خود حضور کا تھا...... ناقل) مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آخری ایام میں بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے، وہ فرمانے لگے: مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں، جو حضور نے کیا، بس وہی درست ہے (گویا حضور شریعت سے بھی آزاد ہیں...... ناقل)۔''

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد:۱۲، نمبر:۷۷، مؤرخہ ۷ا جنوری ۱۹۲۵ء)

حفظ قرآن:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے، مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصہ یاد نہ تھا۔'' (سیرۃ المہدی، ج:۳، ص:۴۴)

رمضان کے روزے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے

اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا (افسوس ہے کہ حضرت کو رمضان ہی میں دورہ پڑتا تھا...... ناقل) مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداءً دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟۔والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں!صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔(خصوصاً رمضان میں...... ناقل)۔“ (سیرۃ المہدی،ج:۱،ص:۶۵)

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے،اس وقت غروب آفتاب کا وقت بالکل قریب تھا،مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا (اور توڑے ہوئے روزے کی قضا کا معمول تو تھا ہی نہیں...... ناقل)۔“ (سیرۃ المہدی،ج:۳،ص:۱۳۱)

اعتکاف:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا،اعتکاف نہیں کیا،زکوٰۃ نہیں دی،تسبیح نہیں رکھی،میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے،مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیات کے نہیں بیٹھ سکے،کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔(مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کبھی اعتکاف ترک نہیں فرمایا.... ناقل)۔“

(سیرۃ المہدی،ج:۳،ص:۱۱۹)

زکوٰۃ:

”اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔(گویا ساری عمر فقیر رہے،مگر لقب تھا رئیس قادیان اور ٹھاٹھ شاہانہ...... ناقل)۔“ (سیرۃ المہدی،ج:۳،ص:۱۱۹)

حج:

”مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی خدمت میں سنایا گیا،جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ:میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے اور صلیب کی شکست ہے،ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں،بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں،ان سے فرصت اور فراغت ہو لے۔(افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو مدۃ العمر خنزیروں کے شکار سے فرصت نہیں مل سکی،نہ ان کے خنزیر مرے،نہ انہیں حج کی توفیق ہوئی...... ناقل)۔“ (ملفوظات احمدیہ،ج:۵،ص:۲۶۳،مرتب:محمد منظور الٰہی قادیانی)

ہم ان قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ دل پر ہاتھ رکھ کر اور انصاف کا دامن ہاتھ میں لیتے ہوئے آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص شریعت کے احکامات کی کوئی پابندی اور پرواہ نہ کرتا ہو،جس کو عباداتِ الٰہی کے بجائے سیر و تفریح کا شوق ہو،جو نماز کی حالت میں پان منہ میں رکھ لیتا اور نماز میں اپنے پہلو میں بیوی کو کھڑا کرتا ہو،جو کئی کئی دنوں،ہفتوں اور مہینوں کی نمازیں اکٹھی پڑھ لیتا ہو،جس کو قرآن کریم یاد نہ ہو،جو رمضان المبارک کے روزے توڑ دیتا ہو اور ان کی قضا وغیرہ نہ کرتا ہو اور پوری زندگی میں ایک بار بھی اسے اعتکاف کی توفیق نہ ملی ہو،ایسا آدمی نبی تو کجا ایک عام دین دار مسلمان کہلانے کا بھی مستحق ہے؟

ہم تمام قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر دو حرف بھیج کر سچے دل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے کامل اور مکمل دین کو تھام لیں،ان شاءاللہ!آخرت کے ساتھ ساتھ آپ کی دنیا بھی بن جائے گی۔إن أرید إلا الإصلاح ما استطعت وما توفیقی إلا باللّٰہ!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ آله وأصحابه أجمعین

اعتکاف کے آداب

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کا معمول تھا کہ جامع مسجد فلاح نصیر آباد فیڈرل بی ایریا میں اپنے سینکڑوں مریدین، متوسلین اور دوست واحباب کے ساتھ ہر سال اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک اعتکاف کے شروع میں حضرت شہیدؒ نے اپنے متعلق کو جو ہدایات دیں انہیں ہم قند مکرر کے طور پر شائع کررہے ہیں۔ (ادارہ)

حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ہم اعتکاف میں بیٹھ گئے ہیں، حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت کے ساتھ اس اعتکاف کے آداب صحیح طور پر بجالانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اعتکاف کا معنی جم کر بیٹھنے کے ہیں یعنی بندے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جم کر بیٹھ جائیں اور اس طرح بیٹھ جائیں کہ جب تک نجات نہیں ہوتی، ہم اس وقت تک دروازہ نہیں چھوڑیں گے، وہ کریم آقا ہے، مالک الملک ہے، کسی سوالی کے سوال کو رد نہیں کرتا، کوئی شخص اس کے دروازے پر سوال کرے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ رد کردے۔

کریم کا کرم:

ایک مشہور قصہ ہے کہ ایک شخص غیر اللہ کو پوجنے والا تھا، وہ غیر اللہ کو پکارتا تھا، ایک دفعہ اتفاق سے اس کے منہ سے نکل گیا "یا صمد!" تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً آواز آئی کہ میرے بندے کیا کہتا ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اتنے بے نیاز ہیں کہ ان کو کسی کی پرواہ نہیں، لیکن اتنے کریم آقا ہیں کہ اگر کوئی بھول کر بھی اس کا نام لے لے، تو فرماتے ہیں کہ کیا کہتا ہے؟

تو ہم لوگ مسجد میں، اللہ کے گھر میں محض اس کی رضا کے لئے محض اس کی خوشنودی کے لئے، اس کو راضی کرنے کے لئے بیٹھ گئے ہیں، کوئی کام نہیں، اور سوائے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے اور کوئی مقصد نہیں، اس لئے ایک بات تو یہ یاد رکھو کہ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ تمہاری تمام عبادتوں کو قبول فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کی عبادتوں کو قبول فرمائیں گے، اگرچہ ہماری عبادتیں اس لائق نہیں کہ انہیں قبول کیا جائے لیکن وہ آقا بہت کریم ہے، وہ ہمیں نہیں دیکھتا، اپنے کرم کو دیکھتا ہے، اپنی بندہ نوازی کو دیکھتا ہے، تو ایک بات تو یہ عرض کرنی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اللہ تعالیٰ کے کرم سے، اس کے گھر میں اعتکاف بیٹھ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کے اعتکاف کو قبول فرمائے اور ایسا قبول فرمائے، ایسا قبول فرمائے، ایسا قبول فرمائے کہ جب ہم اعتکاف ختم کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو کہ جاؤ تمہیں بخش دیا، سب پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے، بندہ نوازی ہے۔

مسجد کے آداب:

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ یہاں مسجد میں آدمی بہت جمع ہوجاتے ہیں، بہت آہستہ بھی بولیں تو آواز اٹھتی ہے تو ہونا یہ چاہئے کہ اللہ کے گھر میں ہماری آواز نہ آئے، ایک دوسرے سے ہم بات کریں تو بہت آہستہ سے بات کریں، یہ اللہ کا دربار ہے، اللہ کی بارگاہ ہے، یہاں آواز بلند کرنا اچھا نہیں ہے، اس کی عادت ڈالیں، ویسے الحمدللہ ہماری مسجد میں اس کا بڑا اہتمام رہتا ہے، یہاں ساتھی آتے ہیں مسجد میں تو نہایت اطمینان کے ساتھ، وقار کے ساتھ، اپنے اپنے شغل میں مشغول ہوجاتے ہیں باتیں نہیں کرتے، لیکن پھر بھی یہ مجمع چونکہ بہت ہے، دس آدمی بھی اگر بات کریں تو پھر دیکھو کتنی آواز بلند ہوجائے گی، اس لئے میں اپنے تمام دوستوں کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ بات نہ کریں اور اگر ضرورت پڑے تو بہت ہی آہستگی کے ساتھ، گویا کہ جیسے کان میں بات کہتے ہیں اور یہ میری وجہ سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے، یہ بارگاہ خداوندی ہے، بہت اونچا دربار ہے، بہت ہی اونچا دربار ہے، قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: "فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا" قیامت کے دن لوگ اولین وآخرین جمع ہوں گے اور بہت سے منظر ذکر فرمائے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "بس تو نہیں سنے گا سوائے اس کانا پھوسی کی آواز کے" بندے جمع ہوں گے لیکن وہاں چلانا یا شور مچانا کیا معنی؟ ایک دوسرے سے بات بھی کریں گے تو بہت آہستہ کہ کسی کو سنائی بھی نہ دے، تو وہ تو قیامت کا منظر ہے اور یہ اللہ کا گھر ہے، تو اللہ تعالیٰ کے اس گھر میں بھی جہاں تک ہوسکے کسی کی آواز نہیں سنائی دینی چاہئے، میں جانتا ہوں کہ میں بات تو کررہا ہوں لیکن اس پر عمل نہیں ہوگا، اس لئے کہ ہم مسجد کی اہمیت اور آداب سے ناآشنا ہیں، حضرات صحابہ کرامؓ کو اس کی اہمیت کا اندازہ تھا، اس لئے وہ اس کا اہتمام بھی فرمایا کرتے تھے، چنانچہ مشکوٰۃ

شریف میں ہے کہ:

''امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے ایک طرف ایک جگہ بطیحا، نامی بنائی تھی، ان کا معمول تھا کہ مسجد بھری ہوئی ہوتی تھی کہ کسی کی ذرا بھی آواز نکلتی تھی تو اس کو بلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ مسجد سے باہر ایک جگہ بنی ہوئی ہے، اگر بات کرنی ہے یا کوئی شعر وغیرہ پڑھنے ہیں تو وہاں جا کر کرو (مسجد میں بات نہیں کرنے دیتے تھے)۔''

(مشکوٰۃ ص:۷۱، بحوالہ موطا)

ایک اور روایت میں ہے:

''حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا، ایک آدمی نے کسی چیز کے ذریعہ مجھے جگایا، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، (ایک دفعہ کچھ لوگ آئے انہوں نے آپس میں کچھ بات کی، آواز تھوڑی اونچی ہوگئی) فرمایا ان دونوں آدمیوں کو بلا کر لاؤ، میں ان دونوں کو بلا کر لایا، تو ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ مدینہ کے تو معلوم نہیں ہوتے کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگے: ہم طائف سے آئے ہیں! کہنے لگے: اچھا مسلمان ہو، باہر سے آئے ہو، ورنہ تم جس طرح اونچی آواز نکالتے ہو مسجد میں، میں تمہاری پٹائی کرتا مگر تم مہمان ہو اس لئے تمہیں کچھ نہیں کہتا مگر آئندہ تمہیں یہ فہمائش کرتا ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز اونچی کرنے سے ایذا پہنچتی ہے، اس لئے آواز اونچی نہ کرو۔'' (مشکوٰۃ ص:۷۱)

وہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تھی، لیکن دوسری مساجد کا بھی احترام ہے، آواز بلند کرنا، قہقہے لگانا، یا اس طرح دوسرے کام کرنا یہ ٹھیک نہیں ہے، جتنا مسجد کا ادب کروگے اور جتنی اپنی آواز پست کروگے اللہ تعالیٰ اتنا ہی تم سے راضی ہوجائیں گے، تو اس لئے آپ حضرات سے ایک بات تو مجھے یہ عرض کرنی تھی، آپ جانتے ہی ہیں کہ مجمع زیادہ ہے اس لئے تھوڑی آواز بھی زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے کوشش کرو کہ بالکل آواز نکلے ہی نہیں، بہت ہی اہتمام کے ساتھ کسی کو کوئی بات کہنی ہو، تو بہت ہی آہستہ سے کہو۔

اعتکاف کے معمولات:

ایک بات مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ ہم یہاں مسجد میں بیٹھے ہیں، ہمارے مختلف تقاضے ہوں گے، مسجد میں رہنے کے بعد ہمیں یہاں کیا اعمال کرنے چاہئیں، ہمارے ڈاکٹر صاحب نے تمہیں بتا ہی دیا ہے کہ کچھ معمولات تو اپنے اپنے انفرادی ہیں اور کچھ معمولات اجتماعی ہیں، فجر کی نماز کے بعد، تسبیحات کے بعد کچھ تھوڑا سا بیان ہوا کرے گا، زیادہ لمبا بیان نہیں ہوگا، اس کے بعد آپ سو سکتے ہیں، تھوڑا آرام کرسکتے ہیں، اس کے بعد تقریباً ساڑھے گیارہ بجے سب حضرات اٹھ جائیں، ان شاء اللہ آپ پہلے ہی اٹھے ہوئے ہوں گے، قرآن مجید کی تلاوت کریں، ساڑھے گیارہ بجے اجتماعی عمل شروع ہوگا، وہ یہ کہ کچھ تھوڑی تعلیم ہوگی، کچھ مذاکرہ ہوگا اور سنایا جائے گا، اس سے بھی بہت فائدہ ہوگا، ہم ایک دوسرے کے گواہ بن جائیں گے قیامت کے دن، یہ عمل جاری رہے گا اور اس کے بعد اذان، پھر جماعت اور اس کے بعد ختم خواجگان، پھر ذکر کی مجلس ہوگی، ذکر کی مجلس کا طریقہ اس وقت بتادیں گے، ان شاء اللہ ذکر کی مجلس ختم کرنے کے بعد، اب آپ آزاد ہیں، اب آپ اپنا اپنا کام کریں، کسی کو آرام کرنا ہے آرام کرے، کسی کو تلاوت کرنی ہے تلاوت کرے اور عصر کی نماز کے بعد جیسا کہ آپ کو معلوم ہے حدیث کا درس ہوتا ہے اور عصر کے بعد وقت بھی مختصر ہوتا ہے، مغرب کے بعد اپنی نماز ہوگی اور اپنا کھانا پینا ہوگا اور عشاء کی نماز پڑھ کے جیسا کہ آج آپ نے سنا ہے، پہلے درود شریف ہوگا اور اس کے بعد حکایت صحابہ ہوگی، بس یہ دن رات کے معمولات ہیں، یہ بہت مختصر سے رکھے ہیں، تاکہ آپ لوگ اپنے انفرادی اعمال بھی کرسکیں، اور اپنے اجتماعی اعمال بھی کرسکیں۔

ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ ہمیشہ ارشاد فرماتے تھے کہ بھئی ہمارے یہاں کھانے پینے کی پابندی نہیں، جتنا کھاسکتے ہو کھاؤ اور جتنا چاہو سو، سونے کی پابندی نہیں، آرام کی پابندی نہیں، لیکن باتیں کرنے کی پابندی ہے، مسجد میں رہتے ہوئے، اعتکاف کرتے ہوئے تمہاری آواز نہیں آنی چاہئے، جو معمولات میں نے تمہیں بتادیئے، انہیں کے مطابق آواز آئے گی، اس کے علاوہ تمہاری آواز نہیں آنی چاہئے۔

صلاۃ التسبیح کا اہتمام:

ایک بات مجھے خاص طور سے یہ عرض کرنی ہے آپ حضرات ماشاء اللہ معتکف ہیں اور دوسرے حضرات بھی ہیں، تو اعتکاف کے دنوں میں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے صلاۃ التسبیح کا اہتمام فرمائیں، دن کو پڑھ لیں، رات کو پڑھ لیں، اس کا اہتمام کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھی جائے، پہلی رکعت میں سبحانک اللہ پڑھنے کے بعد اعوذ باللہ، بسم اللہ، الحمد شریف پڑھی، اس کے بعد کوئی سورت پڑھ لی، چھوٹی سورت پڑھو، بڑی سورت پڑھو، تمہاری مرضی اپنی ہمت ہے تمہاری، جتنا گڑ ڈالو گے اتنا میٹھا ہوگا، اس کے بعد: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا

الٰــہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر۔" پندرہ دفعہ پڑھو،اس کے بعد رکوع میں چلے گئے،رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم۔" جتنی دفعہ چاہو پڑھو،تمہاری مرضی گیارہ دفعہ پڑھو،اکیس دفعہ پڑھو،زیادہ پڑھو،جب تم نے رکوع کی تسبیحات پڑھ لیں تو اس کے بعد دس مرتبہ پڑھو:"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔" رکوع سے کھڑے ہوگئے"سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔" کہا اور اس کے بعد دس مرتبہ پھر تسبیحات "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔" پھر اس کے بعد سجدے میں چلے گئے،سجدے میں جانے کے بعد، سجدے کی تسبیحات پڑھیں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔" جس طرح میں نے کہا کہ جتنا چاہو پڑھو،جب تم نے یہ تسبیحات پڑھ لیں،اس کے بعد دس مرتبہ پڑھو: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔" پھر پہلے سجدے سے اٹھنے کے بعد بیٹھ کے دس مرتبہ پڑھو،پھر دوسرے سجدے میں سجدے کی تسبیحات پڑھنے کے بعد دس مرتبہ پڑھو،پھر دوسرے سجدے کے بعد اٹھ کر دس بار پڑھو،یہ کل پچھتر مرتبہ ہوگئیں، اب کھڑے ہوجاؤ،اسی ترتیب کے ساتھ دوسری رکعت پوری کرو،اس کے بعد قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھ لی،اس کے بعد درود شریف بھی پڑھ لو،اس کے بعد چاہو تو دعا بھی پڑھ لو،سلام نہ پھیرو،غرض یہ کہ ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ چار رکعتوں میں تین سو مرتبہ،یہ صلوٰۃ التسبیح ہے،اس کی بھی کم از کم رمضان المبارک میں تو پابندی کرلو،اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی عطا فرمائیں، برکتیں عطا فرمائیں، اگر عادت ہی بن جائے تو بہت ہی اچھی بات ہے،دن کو پڑھو...رات کو پڑھو،اگر دن کو پڑھو تو زوال سے پہلے پہلے پڑھ لو،اور اگر رات کو پڑھو تو جب چاہو پڑھو۔

تلاوت کا اہتمام:

ایک ضروری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ہم یہاں اللہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہیں، مانگنے والے ہیں، جہاں تک ہوسکے اپنی ہمت کے مطابق دعائیں مانگو،قرآن کریم کی تلاوت بھی جہاں تک ہوسکے کرو، پتہ نہیں آپ حضرات کا معمول ہوگا تلاوت کا جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک قرآن مجید دن کو پڑھا کرتے تھے،ایک قرآن مجید رات کو پڑھا کرتے تھے، ایک قرآن مجید تراویح میں پڑھا کرتے تھے،پورے رمضان میں اکسٹھ قرآن مجید پڑھتے تھے۔یہی طریقہ امام شافعیؒ کا بھی تھا اور امام بخاریؒ کا بھی تھا،یہ ہمارے وہ بزرگ تھے جن کو ہم اپنا مقتدیٰ سمجھتے ہیں،ہمارے امام حضرت امام ابوحنیفہؒ مدینہ طیبہ تشریف لے جاتے تھے تو تین دن وہاں قیام فرماتے،تین دن نہ کھانا،نہ پینا،نہ پیشاب،نہ پاخانہ اور فرماتے تھے کہ بھئی اس سے زیادہ کا تحمل نہیں،ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں گندگی پھیلانا،حیا کے خلاف ہے،شرم آتی ہے،یہ ہمارے وہ بزرگ ہیں جن پر ہم فخر کرتے ہیں، ظاہر بات ہے کہ ہم ان کی ریس نہیں کرسکتے۔

دعاؤں کا اہتمام:

دوسرے معمولات کے علاوہ ایک معمول دعا کا ہونا چاہئے تم اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جم کر مانگو جو جو بھی تمہارے دل میں خواہش ہے دنیا کی اور آخرت کی وہ اللہ سے مانگو اور ہم تو دنیا ہی مانگیں گے آخرت کیا مانگیں گے،ہمارے ہاں تو دنیا ہی ہے،آخرت تو ہم نے دیکھی ہی نہیں،اس لئے اللہ سے کیا مانگیں گے آخرت نہیں بھائی دنیا تو اللہ سے اگر مانگو تو بھی دیتا ہے اور نہ مانگو تو بھی دیتا ہے،اگر تم یہ کہو کہ مجھے دنیا نہیں چاہئے ہرگز نہیں چاہئے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام پر لکھی ہوئی ہے،وہ ضرور تمہیں دے گا۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارا رزق لکھ دیا جاتا ہے،چنانچہ ارشاد ہے:

"بچہ ماں کے پیٹ میں تین چلے کا ہوتا ہے چار مہینے کا ابھی پورا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتے ہیں اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے.....اور ایک روایت میں ہے کہ وہ فرشتہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ پوچھ کر لکھتا رہتا ہے،فرشتہ کہتا ہے:یا اللہ! نیک بخت ہوگا یا بدبخت ہوگا؟ وہ بھی بتادیتے ہیں،یا اللہ!یہ لڑکا ہوگا یا لڑکی؟وہ بھی بتادیتے ہیں،یا اللہ!یہ کیا کرے گا؟یہ بھی بتا دیتے ہیں اور یا اللہ!یہ سفر کتنا کرے گا؟وہ بھی بتادیتے ہیں،اور اس کی زندگی کتنی ہے؟ وہ بھی بتادیتے ہیں،اور اس کی موت کب آئے گی؟وہ بھی بتادیتے ہیں،اور اس کا رزق کتنا ہوگا؟وہ بھی بتادیتے ہیں۔"

ایک سوال جیسا کہ آپ نے ابھی سنا یہ ہوتا ہے کہ.... اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے....یا اللہ یہ نیک بخت ہے یا بدبخت؟نعوذ باللہ کوئی پتہ نہیں،یہ بھی بتادیتے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ بتاتے جاتے ہیں وہ لکھتا جاتا ہے اور وہ پروانہ اس کی گردن میں لٹکادیا جاتا ہے،جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ:"اور ہر انسان،ہم نے چپکا دیا ہے پروانہ اس کی گردن میں،اور قیامت کے دن ہم ایک اور کتاب نکالیں گے جس کو کھلا ہوا پائے گا(وہ انسان کا اپنا نامہ اعمال ہوگا اور پتہ نہیں کیا کیا ہم نے کیا ہے)۔"

(الاسراء:۱۳)

اللہ سے کیا مانگیں؟

تو میرا بھائی میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ رزق تو اللہ تعالیٰ سے مانگو تب بھی دے گا اور اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ کہو کہ نہیں لیتا تب بھی دے گا، جو کچھ تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے وہ دے گا، لیکن اصل مسئلہ آخرت کا ہے، مرنے کے بعد میرے ساتھ اور آپ کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ اس کی فکر کی ضرورت ہے اور قیامت کے دن میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ اس کی فکر کی ضرورت ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں اگر تو ایک نیکی کہیں سے لے آئے تو تو جنت میں چلا جائے گا، وہ بندہ کہے گا کہ یہ تو بہت معمولی بات ہے، میری ماں ہے، میرا باپ ہے، میرا بھائی ہے، میرا فلاں ہے، میرا فلاں ہے، جاکے ایک نیکی مانگ کر لے آتا ہوں، وہ باپ کے پاس جائے گا وہ انکار کردے گا، ماں کے پاس جائے گا وہ انکار کردے گی، بھائی کے پاس جائے گا وہ انکار کردے گا، تمام محشر میں سے ایک آدمی بھی اس کو ایک نیکی دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا، وہ بہت پریشان ہوگا پہلے تو خوش تھا کہ ایک نیکی کی کیا بات ہے مل جائے گی، لیکن یہاں کا معاملہ الٹ نکلا، راستے میں اسے ایک آدمی ملے گا وہ کہے گا کہ کیا بات ہے بھائی! وہ اسے اپنا قصہ سنائے گا وہ کہے گا کہ میرے پاس ایک ہی نیکی ہے اور تیرے پاس اتنی نیکیاں تھیں وہ رد ہوگئیں، میرے پاس ایک ہی نیکی ہے یہ تو لے لے، وہ دے دے گا، خوش خوش جائے گا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کہاں سے ملی یہ نیکی؟ وہ سارا قصہ بتائے گا، فرمایا پہلے اُس کو جنت میں بھیجیں گے پھر تجھے بھیجیں گے، اس لئے کہ اس بیچارے کے پاس ایک ہی نیکی تھی، معلوم ہوا کہ مخلوق خدا پر رحم کرنا قیامت کے دن بھی کام دے گا، تو بہرحال کہنا یہ ہے کہ ذرا سوچ لیں کہ ہم نے اپنی نیکیاں کتنی بنائی ہیں اور کھوئی کتنی ہیں؟ اس لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور ہمیشہ اعتکاف کے دنوں میں اس طرح معافی مانگو کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم یہاں سے سب پاک ہوکر کے نکلیں، بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

باقی انشاءاللہ پھر باتیں کریں گے، حافظ جی کہتے ہیں کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ لو، بہت اچھی بات ہے۔ سونے اور کھانے کے علاوہ کوئی وقت بھی فارغ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ انہوں نے بہت اچھی بات کی کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ لو، بزرگوں نے اس طرح ستر ہزار کے کئی نصاب بنا رکھے تھے، کسی نے بھائی کو دے دیا، کسی نے کسی کو دے دیا، کسی نے کسی کو دے دیا، یعنی بنا کر کے رکھتے تھے، تم بہت آسانی سے ایک ساتھ کئی نصاب بنا سکتے ہو، ایک میرے لئے بھی پڑھ لو، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، بس اسی پر ختم کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ☆☆

برطانوی خواتین میں اسلام کی روزافزوں مقبولیت

ایک طرف مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوتے جارہے ہیں اور زمانہ کی رو میں دینی شعائر پر عمل پیرا ہونا ایک عیب سمجھنے لگے ہیں، جس کی وجہ سے وہ تمام خرابیاں اور غیر شرعی اعمال ان کی زندگیوں میں در آئے ہیں، جن کی اسلام میں ہرگز اجازت نہیں، جب کہ دنیا اسلامی تعلیمات کی پیاسی ہے، اس کو اسلام ہی کے آغوش میں امن و سکون نصیب ہورہا ہے اور وہ یہ تمام چیزیں مسلمانوں کی زندگی ہی میں تلاش کرتی ہے، اس کے پاس کتابوں کے مطالعہ کی فرصت نہیں وہ تو اسلامی تعلیمات کا مشاہدہ مسلمانوں کی زندگیوں میں کرتی ہے اور جہاں اس کے برخلاف پاتی ہے متنفر ہوجاتی ہے اور جیسے ہی وہ کسی مسلمان کو صحیح اسلامی تعلیمات پر گامزن پاتی ہے اسلام کو اپنائے بغیر نہیں رہتی۔ ذیل میں برطانیہ میں سوانزی یونیورسٹی کی تیار کردہ قبول اسلام کی ایک رپورٹ پیش کی جارہی ہے، جس کو پڑھ کر اندازہ ہوگا کہ آج بھی دنیا کو دین اسلام ہی کی تلاش ہے اور وہ اس کا مشاہدہ مسلمانوں کی عملی زندگی میں کررہی ہے۔ ایک خبر کے مطابق برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ دیکھا جارہا ہے اور ان نومسلم حضرات میں نصف تعداد صرف خواتین پر مشتمل ہے۔ تفصیلات کے مطابق سوانزی یونیورسٹی کی جانب سے کئے جانے والے سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ۲۰۰۱ء میں برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد چھ ہزار کے لگ بھگ تھی اور ۲۰۱۰ء میں یہی تعداد بڑھ کر دس ہزار تک پہنچ چکی ہے، ان میں بھی ۶۵ فیصد تعداد خواتین پر مشتمل ہے۔ الجزیرہ نے اس حوالے سے متعدد نومسلم خواتین کے انٹرویو لئے، ان میں ایک خاتون ایلکس منی بھی ہے، جس نے اپنے قبولِ اسلام کی داستان سناتے ہوئے بتایا کہ دین اسلام میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں تھی، کیونکہ جب بھی میں اپنی بنگلہ دیشی نژاد سہیلی بشریٰ کے گھر جاتی تو اس کے گھر کا ماحول ہمیشہ مجھے احساس محرومی میں مبتلا کردیتا، بشریٰ کے گھر کے تمام افراد میں باہمی انس ومحبت، بڑوں کا ادب واحترام، چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت کا انداز میرے لئے ایک سوالیہ نشان بن جاتا، پھر جب میں نے سیکنڈری اسکول میں داخلہ لیا تو میری دوستی مصر کی ایک مسلمان لڑکی ایمان سے ہوگئی، اس کے گھر میں میرا آنا جانا بکثرت ہونے لگا۔ رمضان المبارک میں ایک مرتبہ میں نے اپنی والدہ سے اجازت لے کر ایمان کے گھر دو دن کے لئے گئی، رمضان المبارک میں اس گھر میں افطار کا اجتماع، باجماعت نماز، ایمان کے گھر دیگر مسلم مہمانوں کی آمد، ان تمام چیزوں نے مجھے اس قدر مسحور کردیا کہ میں دو ہفتے اسی کے گھر رہی، بالآخر میری والدہ نے جب فون پر مجھ سے کہا کہ گھر واپس آؤ گی یا ایمان کے گھر ہی رہنے کا ارادہ ہے؟ تو میں نے فرحت ومسرت سے بھرپور جذبات میں والدہ سے کہہ دیا کہ میں تو مسلمان ہوچکی ہوں۔ ابتدا میں میرا قبول اسلام میری فیملی کے لئے بڑا دھچکا تھا، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ میں نے سگریٹ اور شراب نوشی ترک کردی ہے، والدہ کا بے حد احترام کرنے لگی ہوں تو میری فیملی نے بھی دین اسلام کو پسندیدہ انداز میں دیکھنا شروع کردیا۔ (بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ، اپریل ۲۰۱۲ء)

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب!

مولانا غلام مصطفیٰ

قرآن کریم نور ہے،اس کے ذریعہ راہِ نجات تلاش کی جاتی ہے،اس میں شفاء ہے،اس سے روحانی وجسمانی امراض سے نجات ملتی ہے،اس کے عجائبات وغرائب کی کوئی انتہاء ہے،نہ اس کے فوائد کی کوئی حد۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے اولین وآخرین،جن وانس کو ہدایت کی راہ دکھلائی،جن لوگوں نے اس سے اعراض کیا اور اس سے لو لگائے بغیر راہ رو بنے وہ راہ یاب نہ ہو سکے،انہیں منزل نہ ملی،اور جنہوں نے اس کتاب پر اعتماد کیا وہی راہ یاب ہوئے،جنہوں نے اس کے مطابق عمل کیا وہ دین ودنیا کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ یہ خصوصیات اس لئے بھی ہیں کہ یہ کتاب محفوظ کتاب ہے،اس کی حفاظت کے مختلف اسباب ہیں،ایک سبب تلاوت کی کثرت بھی ہے۔قرآن کریم تمام کتابوں سے ممتاز ہے،اس لئے اس کی تلاوت کے بھی کچھ ظاہری وباطنی آداب ہیں،جن کی رعایت لازم ہے،ذیل میں وہی آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

تلاوت کے ظاہری آداب:

پہلا ادب: پاکیزگی

تلاوت کرتے وقت آدمی باوضو ہو،ادب احترام کے ساتھ تلاوت کرے،خواہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر،اگر بلاوضو لیٹ کر تلاوت کی جائے تب بھی ثواب ملے گا،قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (آل عمران:۱۹۱)

ترجمہ:....."جو لوگ کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔"

البتہ افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر،قبلہ رخ ہو کر باوضو ہونے کی حالت میں تلاوت کی جائے،چار زانو ہو کر بیٹھنے اور تکیہ لگانے سے اجتناب کرے۔

دوسرا ادب: پڑھنے کی مقدار

مقدار قرأت کے سلسلے میں لوگوں کی عادتیں جدا جدا ہیں،مقدار کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے بھی راہنمائی ملتی ہے:

"لایفقه من قرأ القرآن فی أقل من ثلاث." (سنن ابی داؤد)

ترجمہ:....."جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن ختم کیا اس نے سمجھا نہیں۔"

وجہ یہ ہے کہ اس سے کم مدت میں ختم کرنے سے تلاوت کا حق ادا نہیں ہوتا۔ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ سات دن میں ختم قرآن کیا کرو۔ (بخاری ومسلم) اس سے معلوم ہوا کہ معتدل درجہ یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک ختم ہو،اس سے زیادہ یہ ہے کہ ہفتہ میں دو ختم کئے جائیں،اس طرح تقریباً تین دن میں ایک ختم ہوگا۔اگر تلاوت کرنے والا عالم ہو اور قرآن کریم کے معانی ومضامین میں غور وفکر کرنا اس کا مشغلہ ہو تو اس کے لئے ایک مہینے میں ایک ختم قرآن بھی کافی ہے۔

تیسرا ادب: قرآنی سورتوں کی تقسیم

جو شخص ہفتے میں ایک ختم قرآن کرے،اُسے قرآنی سورتوں کو سات منزلوں میں تقسیم کر لینا چاہئے،احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

"حضرت عثمانؓ جمعہ کی شب میں قرآن پاک کی تلاوت شروع کرتے اور سورۂ مائدہ کے آخر تک تلاوت فرماتے،ہفتہ کی شب میں سورۂ انعام سے سورۂ ہود تک،اتوار کی شب میں سورۂ یوسف سے سورۂ مریم تک،پیر کی شب میں سورۂ طٰہٰ سے سورۂ قصص تک،منگل کی شب میں سورۂ عنکبوت سے سورۂ ص تک،بدھ کی شب میں سورۂ زمر سے سورۂ رحمٰن تک اور جمعرات کی شب (شب جمعہ) میں سورۂ واقعہ سے آخر تک تلاوت فرماتے۔"

چوتھا ادب: ترتیل کے ساتھ پڑھنا

قرآن پاک کو اچھی طرح ترتیل کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔قرآن کا مقصد تدبر اور تفکر ہے، ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے تدبر میں مدد ملتی ہے،چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے متعلق بیان فرمایا کہ:"آپ ایک ایک حرف کو واضح کر کے پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ:"پورا قرآن جلدی جلدی پڑھنے کے مقابلے میں میرے نزدیک یہ زیادہ بہتر ہے کہ میں صرف سورۂ بقرہ وآل عمران کی تلاوت کروں۔" یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ترتیل صرف تدبر کی وجہ سے مستحب نہیں ہے،

بلکہ اس آدمی کے لئے بھی ترتیل مستحب ہے جو قرآن کے معانی نہ سمجھتا ہو، اس لئے کہ ٹھہر کر پڑھنے سے دل پر بھی زیادہ اثر ہوتا ہے۔

پانچواں ادب: تلاوت کے دوران کیفیت

تلاوت کرتے وقت انسان قرآن کریم کی وعید اور تہدید پر عذاب واحوال قیامت اور سابقہ قوموں کی ہلاکت کی آیات پر غور کرے اور اس دوران رونا بھی مستحب ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"فاذا قرأتموه فابكوا فان لم تبكوا فتباكوا."

(ابن ماجہ، باب فی حسن الصوت بالقرآن)

ترجمہ:..... "قرآن پڑھو اور روؤ، اگر نہ روسکو تو رونی صورت ہی بنادو۔"

رونا نہ آئے تو انسان اپنے دل پر غم طاری کرلے اور یہ سوچے کہ قرآن نے مجھے کس چیز کا حکم دیا ہے اور کس چیز سے روکا ہے؟ اس کے بعد قرآنی اوامر ونواہی کی تعمیل میں اپنی کوتاہی پر نظر ڈالے، اس سے یقیناً غم پیدا ہوگا اور غم سے ہی رونے کو تحریک ملتی ہے، رجاء وامید کی آیت گزرے تو دعا مانگے اور خوف کی آیت گزرے تو پناہ مانگے۔

چھٹا ادب: آیات کا حق ادا کرنا

دوران تلاوت آیات کے حقوق کی رعایت کرے، جب کسی آیتِ سجدہ سے گزرے یا کسی دوسرے سے سجدہ کی آیت سنے تو سجدہ کرے، بشرطیکہ پاکی کی حالت میں ہو، اگر زبانی تلاوت کررہا ہو اور تلاوت کرتے وقت یا سنتے وقت پاک نہ ہو تو پاک ہونے کے بعد سجدہ ادا کرلے۔

ساتواں ادب: تلاوت کی ابتدا

جب تلاوت شروع کرے تو یہ پڑھے:

"أعوذ بالله السميع العليم من الشيطن الرجيم، رب أعوذ بك من همزات الشياطين وأعوذ بك رب أن يحضرون."

اور ہر سورت کے اختتام پر یہ کہے:

"صدق الله العظيم وبلّغ رسول الله ﷺ، اللّهم انفعنا وبارك لنا فيه."

(احیاء علوم الدین للغزالی)

آٹھواں ادب: آواز کے ساتھ تلاوت کرنا

اتنی آواز کے ساتھ تلاوت کرنا آداب تلاوت میں شامل ہے کہ خود سن سکے، اس لئے کہ پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ آواز کے ذریعہ حروف ادا ہوں، اس لئے آواز ضروری ہے اور آواز کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سن سکے، جہاں تک زیادہ بلند آواز کے ساتھ تلاوت کرنے کا معاملہ ہے تو یہ محبوب بھی ہے اور مکروہ بھی، بعض روایات میں بلند آواز سے تلاوت کرنے کو سراہا گیا ہے اور بعض احادیث میں اس کو ناپسند کیا گیا ہے۔

تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آہستہ پڑھنے میں ریاکاری وتصنع کا اندیشہ نہیں ہے، جس شخص کو ریا کا اندیشہ وخوف ہو اسے آہستہ پڑھنا چاہئے، لیکن اگر اس کا خوف نہ ہو اور دوسرے کی نماز میں یا کسی دوسرے عمل میں خلل بھی نہ پڑتا ہو تو بلند آواز میں پڑھنا افضل ہے، کیونکہ اس میں عمل زیادہ ہے اور جہری قرأت دل کو بیدار کرتی ہے، اس کے افکار مجتمع کرتی ہے، نیند دور کرتی ہے، پڑھنے میں زیادہ لطف آتا ہے۔

نواں ادب: تحسین قرأت

قرآن کریم کو خوبصورت آواز میں پڑھا جائے، تحسین قرأت پر پوری توجہ دی جائے، لیکن حروف اتنے نہ کھینچے جائیں کہ الفاظ بدل جائیں اور نظم قرآنی میں خلل واقع ہو، اگر یہ شرائط ملحوظ رکھی جائیں تو تحسین قرأت سنت ہے، حدیث شریف میں ہے:

"زينوا القران باصواتكم."

ترجمہ: قرآن کو اپنی آواز سے زینت دو۔" (سنن ابی داؤد)

ایک اور حدیث میں ہے:

"ما أذن الله لشيء ما أذن للنبي أن يتغنى بالقرآن."

ترجمہ:..... "اللہ تعالیٰ نے کسی اور چیز کا اس قدر حکم نہیں دیا ہے جتنا قرآن کے ساتھ خوش آوازی کا نبی کو حکم دیا ہے۔"

(بخاری، باب من لم یتغن بالقرآن)

اسی بیان پر مشتمل ایک اور روایت ہے:

"ليس منا من لم يتغن بالقران."

(بخاری، فضائل القرآن)

ترجمہ:..... "جو شخص خوش الحانی کے ساتھ قرآن نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

دسواں ادب: تلاوت کے بعد دعا

تلاوت سے فارغ ہوکر دعا بھی مانگنی چاہئے اور اگر اختتامِ تلاوت پر وہ دعا جو اکثر قرآنی نسخوں کے اخیر میں تحریر ہے: "اللّهم ارحمني بالقران العظيم....." پڑھی جائے تو زیادہ بہتر ہے، بعض کتب میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بھی تلاوت کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ (روح البیان)

تلاوت کے باطنی آداب

پہلا ادب: عظمتِ قرآن کا استحضار

وہ یہ ہے کہ کلام اللہ کی عظمت، علو شان اور اس کے مرتبہ ومنزلت کا دل وجان سے اعتراف کرے اور یہ استحضار کرے کہ نزولِ قرآن بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کا ایک عظیم نمونہ ہے کہ اس نے عرش بریں سے اپنا کلام اپنے بندوں کی رشد وہدایت کے لئے اتارا، ورنہ اس کتاب کے روحانی بوجھ اور تجلی کا عالم یہ ہے کہ اگر عالم مثال میں ظاہر ہوجائے تو سخت ترین پہاڑ بھی اسے برداشت نہ کرسکیں۔

دوسرا ادب: اللہ تعالیٰ (صاحبِ کلام) کا استحضار

دوسرے ادب کا تعلق صاحبِ کلام کی عظمت سے ہے، جب تلاوت کرنے والا تلاوت کرے تو اپنے دل میں متکلم (اللہ تعالیٰ) کی عظمت ورفعتِ شان کا استحضار ضرور کرے اور یہ یقین رکھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے، بلکہ خالق کائنات کا کلام ہے اور اس کی تلاوت کے بہت آداب وتقاضے ہیں۔ ہر دل اس کا اہل نہیں کہ قرآن کی حکمتوں اور اس کے عظیم الشان معانی کا بارگراں برداشت کرسکے، اس لئے ضروری ہے کہ آدمی کا دل پاک اور عظمت وتوقیر کے نور سے منور ہو۔ حضرت عکرمہؓ جب قرآن پاک کھولتے تو بے ہوش ہوجاتے اور فرماتے ''ھذا کلام ربی، ھذا کلام ربی۔'' ''یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے۔'' کلام کی تعظیم دراصل متکلم کی تعظیم ہے اور متکلم کی تعظیم کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہوسکتا، جب تک قاری اس کی صفات وافعال میں غور نہ کرے۔

تیسرا ادب: حضورِ قلبی

تلاوت کرتے وقت انسان کا دل حاضر ہو، دیگر خیالات، سوچ وبچار میں دل مشغول نہ ہو، یہ ادب دراصل پہلے ادب کا نتیجہ ہے، اگر دل میں کلام وصاحبِ کلام کی عظمت ہوگی تو یہ صفت خودبخود پیدا ہوجائے گی، کیونکہ جب کلام کی عظمت ہوگی تو انسیت بڑھے گی اور یہ انسیت اسے غافل نہ ہونے دے گی۔

چوتھا ادب: غوروفکر

یہ ہے کہ انسان آیاتِ قرآنیہ میں غوروفکر کرے، یہ حضورِ قلبی سے ایک الگ ادب ہے۔ بسا اوقات دل تو پوری طرح حاضر ہوتا ہے اور پڑھنے والا ہمہ تن تلاوت میں مشغول ہوتا ہے، لیکن غور نہیں کرتا، جبکہ تلاوت کا مقصد ہی تدبر ہے، اسی وجہ سے ترتیل مسنون قرار دی گئی ہے، کیونکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے سوچنے کا موقع ملتا ہے اور غوروفکر میں آسانی ہوتی ہے۔

پانچواں ادب: ہر آیت کا مفہوم اخذ کرنا

یہ ہے کہ ہر آیت سے اس کے مطابق معنی ومفہوم اخذ کرے اور قوتِ فکر استعمال کرے۔ قرآن کریم مختلف مضامین پر مشتمل ہے، اس میں باری تعالیٰ کی صفات وافعال کا ذکر بھی ہے، انبیاء علیہم السلام کے حالات بھی ہیں اور ان اقوام سابقہ کے احوال بھی مذکور ہیں جنہوں نے پیغمبر کی تکذیب کی اور خدائے تعالیٰ کے اوامر ونواہی بھی ہیں اور ان ثمرات ونتائج کا ذکر بھی ہے جو اوامر ونواہی کی تعمیل پر مرتب ہوں گے۔

چھٹا ادب: فہمِ قرآن سے مانع امور سے اجتناب

یہ ہے کہ قاری ان تمام امور سے خالی ہو جو فہمِ قرآن کی راہ میں مانع ہوں، گناہوں کا ارتکاب، کبر وغرور، طمع ولالچ میں مبتلا ہونا، دنیا کی محبت میں گرفتار ہونا، یہ تمام امور دل کو تاریک وزنگ آلود کردیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

''إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ.''

(زمر:۹)

ترجمہ:...... ''وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل (سلیم) ہیں۔''

جو شخص دنیاوی خواہشات ومحبت میں مبتلا ہو اور ان اشیاء کو آخرت کی نعمتوں پر ترجیح دے، وہ صاحبِ عقل وفہم نہیں، اسی لئے ایسا شخص فہم وتدبر قرآن سے محروم رہتا ہے، اس پر کتاب اللہ کے اسرار ومعانی منکشف نہیں ہوتے۔

ساتواں ادب: قرآنی خطاب کو اپنے لئے خاص سمجھنا

یہ ہے کہ قرآن کریم کے ہر خطاب کو اپنے لئے خاص سمجھے، جب کوئی آیتِ نہی یا آیتِ امر سامنے آئے تو یہ سوچے کہ مجھے ہی حکم دیا گیا ہے اور مجھے ہی منع کیا گیا ہے۔ وعدووعید کی آیات تلاوت کرے تو انہیں اپنے حق میں فرض کرے، انبیاء علیہم السلام کے قصے پڑھے تو یہ سمجھے کہ یہاں قصے مقصود نہیں، بلکہ ان سے سبق حاصل کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کی آزمائش، صبر، نصرت اور ثبات قدمی کے جو واقعات اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں، ان سے ہماری تعلیم اور اپنے دین پر ثبات قدمی مقصود ہے۔ قرآنی خطابات کو اپنے لئے فرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک کسی ایک شخص کے لئے نازل نہیں ہوا، بلکہ تمام دنیا کے لئے شفاء، ہدایت، رحمت وپیغام خداوندی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو نعمت کتاب پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا:

''وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ.'' (البقرۃ:۲۳۱)

ترجمہ:...... ''اور حق تعالیٰ کی جو نعمتیں تم پر ہیں ان کو یاد کرو اور (خصوصاً) اس کتاب اور (مضامین) حکمت کو جو اللہ نے تم پر (اس حیثیت سے) نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعے نصیحت فرماتے ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ.'' (آل عمران:۱۳۸)

ترجمہ:...... ''یہ بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لئے اور ہدایت اور نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کے لئے۔''

معلوم ہوا کہ تمام لوگ قرآن کے مخاطب ہیں، اس اعتبار سے یہ خطاب تلاوت کرنے والوں سے بھی ہے، اس لئے ہر شخص کو فرض کرنا چاہئے کہ قرآن کا

مقصود میں ہوں۔

آٹھواں ادب: تاثر قلبی

یہ ہے کہ قرآنی آیات سے متاثر ہو، جس طرح کی آیت تلاوت کرے، اس طرح کا تاثر دل میں ہونا چاہئے، اگر آیت خوف ہے تو خوف طاری کرے اور آیت حزن ہے تو غمگین ہوجائے، آیت رجاء ہے تو امید کی کیفیت پیدا کرے، جب جنت کا ذکر ہو تو دل میں اس کا شوق پیدا ہونا چاہئے، دوزخ کے بیان پر دل میں خوف کی کیفیت پیدا ہونی چاہئے، چنانچہ روایات میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے فرمایا: قرآن سناؤ! حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کی، جب میں اس آیت پر پہنچا:

"فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا" (نساء:۴۱)

ترجمہ:...... "سو اس وقت بھی کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر لائیں گے۔"

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "امسک الآن" اب ٹھہر جاؤ۔ (بخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت اس لئے پیدا ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک پوری طرح اس منظر کے مشاہدے میں مصروف تھا، بعض لوگ وعید و انذار کی آیات تلاوت کرتے وقت بے ہوش ہوجاتے تھے اور ایسے بھی گزرے ہیں جو اس طرح کی آیات سنتے ہوئے انتقال کرگئے۔

الغرض مؤمن کو تلاوت کے دوران ہر آیت کے مضمون کے مطابق اس طرح تاثر لینا چاہئے کہ اس کے ظاہر و باطن پر وہ اثر محسوس بھی ہو۔

نواں ادب: تصور متکلم (اللہ تعالیٰ)

یہ ہے کہ تلاوت میں اتنی ترقی و کمال حاصل کرے کہ گویا اپنے بجائے خود متکلم سے اس کا کلام سن رہا ہے، پڑھنے کے تین درجات ہیں:

۱...... ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ بندہ یہ تصور کرے کہ میں باری تعالیٰ کے سامنے دست بستہ کھڑا تلاوت کر رہا ہوں اور باری تعالیٰ دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔

۲...... دوسرا درجہ یہ ہے کہ دل میں یہ احساس کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں اور اپنے لطف و کرم سے اسے مخاطب کر رہے ہیں اور اپنے انعام واحسان کا ذکر فرما رہے ہیں۔

۳...... تیسرا درجہ یہ ہے کہ کلام میں متکلم کا اور کلمات میں صفات متکلم کا مشاہدہ کرے، اپنے اوپر اور اپنی قرأت پر نظر نہ رکھے، بلکہ فکر و خیال کا مرکز باری تعالیٰ کی ذات ہونی چاہئے، گویا وہ متکلم کے مشاہدے میں اس قدر مشغول ہے کہ اس کے علاوہ ہر شئے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی ہے۔

دسواں ادب: خود کو ہیچ سمجھنا

یہ ہے کہ طاقت و قوت سے برأت کرتا رہے اور کسی بھی لمحہ اپنے نفس کو اہمیت نہ دے، مثلاً قرآن پاک کی وہ آیات پڑھے جن میں نیک بندوں کی مدح کی گئی ہے تو یہ خیال نہ ہو کہ میں بھی ان میں شامل ہوں، بلکہ یہ سمجھے کہ یہ درجہ تو بہت بلند ہے اور اونچے لوگوں کا ہے، ان نیک بندوں میں اپنی شمولیت کی امید رکھتے ہوئے پڑھے اور جب وہ آیات پڑھے جن میں گناہ گار بندوں کا ذکر ہے اور عذاب سے ڈرایا گیا ہے تو یہ سمجھے کہ ان آیات کا میں بھی مخاطب ہوں۔ اس موقع پر خدا کے غضب سے ڈرے اور فسق و فجور، کفر و شرک میں مبتلا ہونے سے خدا کی پناہ مانگے۔ جو شخص دوران تلاوت اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھے اور یہ خیال کرے کہ میں سرتاپا تقصیر ہوں تو اسے خدا کا قرب نصیب ہوگا، جب قرب خداوندی نصیب ہوا تو تلاوت کا مقصود بھی حاصل ہوگیا۔ ☆☆

حق کی حمایت لازم ہے

اس دورِ فتن میں اے لوگو! ایماں کی حفاظت لازم ہے
دوزخ سے اگر بچنا ہے ہمیں اللہ کی اطاعت لازم ہے
کیا فقر و غنا کی فکر کریں، یہ عمر بسر ہوجائے گی
سرمایہ دنیا ہو کہ نہ ہو، ایمان کی دولت لازم ہے
جو دین میں رخنہ ڈالے گا وہ کوئی بھی ہو، ہم روکیں گے
پھر جاں کی حفاظت کیا شے ہے، پھر دیں کی حفاظت لازم ہے
جب باطل حق سے ٹکرائے، جب باطل سر پر چڑھ آئے
ایماں والو! بے خوف و خطر پھر حق کی حمایت لازم ہے
اللہ کے بندے ہو کر تم دنیا کی طلب میں پھرتے ہو
دنیا کی محبت ٹھکرا دو، اللہ کی محبت لازم ہے
بزدل نہ بنو، بزدل کے لئے جینا بھی گراں مرنا بھی گراں
جینے کو بھی ہمت لازم ہے، مرنے کو بھی جرأت لازم ہے

سید امین گیلانی

شب قدر... فضائل اور معمولات

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

ترجمہ: "بے شک ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیسی چیز ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر اترتے ہیں، یہ رات سراپا سلام ہے، وہ شب یعنی اس کی خیر و برکت طلوع فجر تک رہتی ہے۔"

(سورۂ قدر)

تشریح: اس سورۃ سے معلوم ہوا کہ شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے، ایک ہزار مہینوں میں تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں، گویا شب قدر میں عبادت کرنا تیس ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہے، اسی طرح ایک ہزار مہینوں کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں تو گویا شب قدر میں عبادت کرنا تراسی سال چار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے اور ہر سال شب قدر میں حق تعالیٰ کی عبادت کر کے یہ ثواب عظیم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

شب قدر کی تاریخیں:

شب قدر کے بارے میں احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، لہٰذا رمضان کی ۲۱ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ویں اور ۲۹ویں رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا خاص اہتمام کریں، خصوصاً ۲۷ ویں شب کو تو ضرور جاگیں، کیونکہ اس رات شب قدر ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

شب قدر کی فضیلت:

قرآن کریم میں شب قدر کی جو فضیلت بتائی گئی ہے، اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل روایت میں منقول ہے کہ جس رات شب قدر ہوتی ہے حق تعالیٰ شانہ جبرئیل امین علیہ السلام کو زمین پر اترنے کا حکم دیتے ہیں، چنانچہ وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں، ان کے ساتھ سبز رنگ کا جھنڈا ہوتا ہے، جس کو کعبہ کے اوپر لگا دیتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں، جن میں سے دو بازو صرف اس رات میں کھولتے ہیں جو مشرق و مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں سے تقاضا کرتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہوا یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو، اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے جب صبح ہو جاتی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو! فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ایمانداروں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا؟ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ چار شخص کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

۱:... وہ شخص جو شراب کا عادی ہو، ۲:... دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو، ۳:... تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا ہو یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتا ہو، ۴:... چوتھا شخص وہ ہے جو کینہ رکھنے والا ہے اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔

شب قدر کے فضائل اور برکات حاصل کرنے کے لئے درج ذیل اعمال اختیار کرسکتے ہیں:

۱:... عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنا۔

۲:... ذوق وشوق کے ساتھ عبادت میں لگنا۔

واضح رہے کہ اس شب میں کوئی خاص عبادت ضروری اور مقرر نہیں ہے، ذکر و تلاوت، تسبیحات و نوافل اور دعا جو دل چاہے کریں، بعض لوگ اس شب میں اشتہارات شائع کرتے ہیں، ان میں شب قدر کے اندر خاص خاص طریقوں سے نوافل پڑھنے پر خاص خاص فضائل کا تذکرہ ہوتا ہے وہ غیر معتبر اور غیر مستند ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔ نوافل اس شب میں اسی طرح پڑھنے چاہئیں جیسا کہ عام زمانے میں پڑھا کرتے ہیں، البتہ نوافل خوب بن سنوار کر ادا کرنے چاہئیں، رکوع وسجدے پورے اطمینان سے ادا کرنے چاہئیں۔

۳:... صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کرنا یا صلوٰۃ التوبہ پڑھنا، ۴:... سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کی تسبیح پڑھیں، ۵:... سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ کی

تسبیحات پڑھنا، ۶:... درود شریف کی جس قدر ہو سکے تسبیحات پڑھنا، ۷:... قرآن کریم کی تلاوت کرنا، ۸:... اس مبارک رات میں سب سے اہم کام دعا مانگنا ہے، خوب گڑگڑا کر رو رو کر دعائیں کرنا، شب قدر میں یہ دعا منقول ہے، وقفہ وقفہ سے اس کو مانگنا۔

”اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! بے شک آپ معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں لہٰذا مجھے معاف کر دیجئے۔“

اور یہ دعا بھی مانگ لیں تو اچھا ہے:

اے اللہ! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام انبیاء کرام اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین نے آج تک آپ سے دنیا اور آخرت کی جتنی بھلائیاں مانگی ہیں وہ سب مجھے عطا فرما دیجئے اور دنیا اور آخرت کی جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے، ان سب سے مجھ کو بھی پناہ دے دیجئے، اس کے علاوہ اور جو اپنی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے عرض کریں یہ دعا کرنے کی رات ہے، اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۹:... ساری رات جاگنا ضروری نہیں جتنی دیر بشاشت کے ساتھ عبادت ہو سکے عبادت کرنا اور جب طبیعت تھک جائے، آرام کرنے کو جی چاہے یا نیند آنے لگے سو جائیں، دو چار گھنٹے آرام کر کے اخیر شب میں بیدار ہو جائیں، تہجد پڑھیں، دعا کریں اور فجر کی نماز با جماعت ادا کرنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

۱۰:... نوافل اور عبادت جہاں تک ہو سکے تنہائی میں یا اپنے گھر میں ادا کریں، مساجد میں اجتماعی صورتیں اختیار کرنے سے پرہیز کریں، کیونکہ نفلی عبادت کو چھپ کر کرنا افضل ہے اور اجتماعی شکل میں بہت سے مفاسد ہیں۔

۱۱:... اس مبارک رات میں ہر قسم کے تمام گناہوں سے توبہ کرنا اور ان سے بچنے کا پورا پورا اہتمام کرنا۔

شب قدر کے منکرات:

۱:... بعض لوگ اس مبارک رات میں جاگ کر عبادت کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کرتے جو بڑی محرومی کی بات ہے، ایسی مبارک رات کے ثمرات و برکات سے محروم رہ جانے والا واقعتاً محروم ہے۔

۲:... بعض لوگ شب قدر میں جاگتے تو ہیں لیکن ان کا جاگنا سیر و تفریح کرنے، ہوٹلوں میں ٹھنڈا گرم پینے اور بازاروں میں گشت کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ اس جاگنے سے تو سو جانا ہی بہتر ہے کہ کم از کم سو کر گناہوں سے بچے، بہرحال یہ کوتاہی بہت عام ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۳:... بعض لوگ جاگتے تو ہیں اور عبادت بھی کرتے ہیں، لیکن یہ دونوں کام اجتماعی طور پر کرتے ہیں مثلاً مساجد میں اس کے لئے بڑے بڑے اجتماع ہوتے ہیں اور وہاں عبادت برائے نام اور گناہ بہت ہوتے ہیں، مثلاً دنیا جہاں کی فضول باتیں، غیبتیں اور برائیاں ہوتی ہیں اور مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

۴:... اکثر جگہ مساجد کو خوب سجایا جاتا ہے اور دل کھول کر چراغاں ہوتا ہے، نیز بجلی کی مرچیں اور قمقمے جلائے جاتے ہیں جو اسراف اور حرام ہے، نہ اپنے پیسے سے کرنا جائز اور نہ مسجد کے فنڈ سے جائز اس میں چندہ دینے والے یا قولاً تائید کرنے والے اور شرکت کرنے والے سب گناہگار ہوتے ہیں، لہٰذا سب کو اہتمام سے مکمل طور پر اس کو بند کرنا چاہئے۔

۵:... اکثر مسجد میں شبینہ ہوتا ہے اور آج کل اکثر شبینے بہت سے مفاسد پر مشتمل ہونے کی بناء پر جائز نہیں ہوتے، کیونکہ ان میں اکثر نماز، تلاوت اور مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، البتہ جو شبینہ تمام شرائط کے ساتھ ہو وہ درست ہے، بعض جگہ صلوٰۃ التوبہ اور دیگر نوافل جماعت کے طور پر ادا کئے جاتے ہیں، حالانکہ نفل کی جماعت جائز نہیں۔

۶:... اور کچھ ایسے انسان بھی نظر آتے ہیں جو ایسی مقدس اور بابرکت رات میں اس کی عظمت و رحمت کو فراموش کر کے ناچنے گانے اور فلمیں دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں اور اس طرح وہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت و بخشش کا استقبال اس کے قہر و غضب والے اعمال سے کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کے عذاب کے داعی بنتے ہیں، العیاذ باللہ! ان کو چاہئے کہ توبہ کریں اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

☆☆......☆......☆☆

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر پروفیسر محمد منیر کھوکھر کا خطاب

گوجرانوالہ (مولانا محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما اور محقق علامہ پروفیسر منیر کھوکھر اور ضلعی فنانس سیکریٹری حافظ محمد انور نے تتلے عالی اور کھیالی ضلع گوجرانوالہ کے علاقوں کا دورہ کیا، انہوں نے برائٹ فیوچر کالج تتلے عالی اور السید ہائی اسکول میں طلباء و طالبات سے خطاب کیا اور انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ کیا۔ انہوں نے جامع مسجد السکینہ (المعروف کھجوروالی مسجد) مدنی روڈ کھیالی میں بھی خطاب کیا اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں مسلسل ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر بھی کیں۔ علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر یہاں ۱۴ سال سے خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے لوگوں سے وعدہ لیا کہ وہ شیزان سمیت تمام قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں گے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فضائل و کمالات

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

خیبر کے قلعہ قموص کا صحابہ کرامؓ نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ سخت مقابلہ کیا۔ قریباً چودہ روز یہ محاصرہ جاری رہا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس قلعہ کو فتح فرمائیں گے۔''

دوسرے روز صحابہ کرامؓ اس بات کے منتظر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کے اکمال و اتمام کی سعادت کس شخص کو حاصل ہوتی ہے؟ دوسرے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی ابن طالبؓ کو طلب فرمایا۔ سیدنا علیؓ آشوب چشم کے عارضہ کی وجہ سے اپنے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ گئے اور حضرت علیؓ کو ساتھ لاکر حاضر خدمت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگا کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے اس طرح شفاء عطا فرمائی کہ گویا کوئی عارضہ پہلے لاحق ہی نہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پرچم عطا فرما کر دعائیہ کلمات کے ساتھ روانہ فرمایا، یہودیوں کے ساتھ سخت مقاتلہ کیا اور بہت سے اعدائے اسلام کو تہہ تیغ کیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضرت علیؓ کی امارت میں شاندار فتح نصیب فرمائی۔

غزوۂ بدر جیسے معرکۂ حق و باطل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے علم برداری کا منصب آپؓ کو تفویض کیا گیا وہ آپ کی نہایت اعلیٰ منقبت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس غزوۂ میں بھی اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور ولید بن عتبہ، نضیر بن الحارث وغیرہ کو نیست و نابود کیا۔

جنگ بدر میں اہل اسلام کو بہت سے غنائم حاصل ہوئے۔ ان میں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک عمدہ قسم کی ناقہ اور ایک اعلیٰ قسم کی سیف جو ذوالفقار کے نام سے موسوم تھی حصہ میں ملی تھی۔ یہ تلوار سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم سے اپنے لئے پسند فرمائی تھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حضرت علیؓ کو عنایت فرمادی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام صحابہ کرامؓ میں بہت بلند ہے اور آپ مختلف اوصاف جمیلہ کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں بے شمار کمالات ودیعت فرمائے تھے، ان میں سے ایک افتاء وقضا کی اعلیٰ صلاحیت ہے، اس صفتِ کاملہ کے متعلق چند واقعات درج کئے جاتے ہیں:

☆...... حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے زنا کا اقرار کیا تھا۔ آپؓ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تو شادی شدہ ہے تو اس نے کہا: جی ہاں! تو آپؓ نے فرمایا کہ اسے رجم کیا جائے گا اور اسے محبوس رکھا، جب شام کو حد جاری کرنے کے لئے اسے پیش کیا گیا تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے لوگوں کو اس کے جرم سے مطلع فرمایا، اس پر ایک شخص نے کہا کہ اس کا نکاح تو ہو چکا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰؓ یہ چیز معلوم کرکے بڑے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس کو سنگسار (رجم) نہ کیا جائے بلکہ اس پر زنا کی شرعی حد (اسی تازیانے) جاری کی جائے۔

☆...... ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰؓ کے حکم سے ایک سارق (چور) کا ہاتھ قطع کیا گیا، پھر آپؓ نے اس مقطوعہ ہاتھ کو عبرت اور تنبیہ کے طور پر سارق کے گلے میں لٹکانے کا حکم فرمایا، واقعہ ہٰذا کے ناقل قاسم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے خود سارق کے گلے میں اس کا مقطوعہ ہاتھ لٹکا ہوا دیکھا۔

☆...... محدثین نے خلافت مرتضوی میں شراب خور کو حد لگانے کا واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں ایک شخص کو جو شراب سے مخمور تھا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے نشہ اتر جانے تک روکے رکھو، جب اس کا نشہ اتر گیا تو آپ نے اس شخص کو اسی درّے لگوائے اور حکم دیا کہ ابھی اسے قید خانہ میں رکھو، پھر دوسرے دن آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو بیس درّے اور لگائے جائیں اور ساتھ ہی یہ تشریح فرمائی کہ اتنی

درّے تو ہم نے اسے شراب نوشی کی سزا کے طور پر لگوائے تھے اور بیس درّے ہم نے رمضان شریف کی بے حرمتی کرنے پر لگوائے ہیں۔''

علماء فرماتے ہیں کہ اسی نوعیت کا ایک واقعہ قبل ازیں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں پیش آیا تھا اور حضرت عمرؓ نے شراب خور کو شراب نوشی کی سزا کے طور پر اسی درّے اور رمضان شریف کی بے حرمتی پر بیس درّے مزید لگوائے تھے۔

گزشتہ واقعہ میں جو جناب مرتضیٰؓ نے بیس درّے لگوائے تھے گویا اس کی نظیر پہلے عہد فاروقی میں پیش آ چکی تھی کہ رمضان المبارک کے احترام کے خلاف کرنے والے کے لئے بیس درّے لگانا صحابہ کرام کے دور کا فیصلہ ہے اور اہل اسلام کے لئے قابل استناد اور لائق حجت ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کے فضائل و کمالات احادیث نبوی میں صحیح اسانید کے ساتھ بہت مواقع میں مذکور ہیں، ان کا احصاء اور شمار کر لینا ایک مشکل امر ہے تاہم ذیل میں چند ایک فضائل ایک نظر میں اجمالاً پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام صحابہ کرامؓ کا اپنی اپنی نوعیت کی صورت میں جس طرح تعلق قائم ہے اور رابطہ عقیدت مستحکم ہے۔ اسی طرح سیدنا علی المرتضیٰ کا نسبی تعلق اور خاندانی انتساب قائم ہے۔

(۲) جناب علی المرتضیٰ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ مقدس کی سربرآوردہ شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ آپؓ کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہے۔

(۳) امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ شفقت میں ابتداء ہی سے تربیت پانے کا شرف حاصل ہے۔

(۴) ہجرت نبوی کے موقع پر سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں استراحت کرنے کی فضیلت ان کو نصیب ہوئی اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ودائع اور امانات کو متعلقہ لوگوں تک پہنچانے کی سعادت ان کو حاصل ہوئی۔

(۵) اسلام میں ہجرت مدینہ کی عظیم فضیلت سے آپ کا مشرف ہونا مسلمات میں سے ہے، آنجناب مہاجرین کاملین سے ہیں۔

(۶) مشہور، مشہور غزوات (غزوۂ بدر، احد، احزاب وغیرہ) میں آپؓ کے شجاعانہ کارنامے مشہور ہیں۔ خصوصاً جنگ خیبر میں آپؓ کے ہاتھوں آخری قلعہ (قموص) کے فتح ہونے کی بشارت ان کے لئے اسلام میں مشہور و معروف ہے، اسی بنا پر فاتح خیبر ہونے کا لقب عوام وخواص کی زبانوں پر پایا جاتا ہے۔

(۷) آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کے مختلف مواقع (بیعت رضوان وغیرہ) میں آپؓ کا شامل ہو کر مستفیض ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

(۸) امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ کا سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب وحی ہونا اور دیگر کئی مکاتیب و وثائق کا محرر ہونا امر مسلم ہے۔

(۹) اسلام میں ''عشرہ، مبشرہ'' حضرات کا مقام دیگر افراد امت سے بہت رفیع ہے ان میں جناب علی المرتضیٰؓ شریک وشامل ہیں اور زبان نبوت کے ذریعہ انہیں جنت کی بشارت حاصل ہے۔

(۱۰) ۹ ہجری میں جب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر روانہ فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سورۂ براۃ (توبہ) کی بعض آیات کی تبلیغ کے منصب پر فائز فرمایا اور آپ نے مکہ مکرمہ جا کر اس فریضہ کا حق ادا کیا۔

(۱۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری اوقات میں تیمارداری کے فرائض سرانجام دینے کا شرف حاصل ہوا۔

(۱۲) سیدنا علی المرتضیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دیگر اکابر صحابہ کرام کی معیت میں غسل نبوی کی متعلقہ خدمات تکمیل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(۱۳) سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت و خلافت راشدہ کے اعلیٰ مناصب میں آپ کو راشد خلیفہ رابع ہونے کا ارفع منصب نصیب ہے اور آنے والے تمام خلفاء امت پر فوقیت قائم ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ حضرت علی المرتضیٰؓ کی فضیلت میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اس بات میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جناب علی المرتضیٰؓ امت کے اولین کاملین میں سے ہیں، خدا تعالیٰ نے ان میں بے حساب شرف و فضیلت کی اقسام جمع فرما دی ہیں، مثلاً پرہیزگاری، تقویٰ اور بہادری اور مشاہد خیر میں حاضر رہنا اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبی قرابت اور محبت کاملہ اور اللہ تعالیٰ کے معاملے میں شدید ہونا اور حق بات کے تابع رہنا اور دنیا کا تارک اور زاہد ہونا وغیرہ وغیرہ۔''

(قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ص:۲۸۳)

نیز اکابر صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ بزرگان دین کے بیشتر سلاسل کا مرکز فیض اور مصدر سند جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے اور یہاں سے فیوض و برکات نبوی جاری ہیں۔

(ماخوذ از سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ مولانا محمد نافع مدظلہ)

رمضان اور قرآن

مولانا کامران اجمل

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں ایک بار پھر رمضان المبارک کا برکتوں والا مہینہ نصیب ہو رہا ہے، وہ مہینہ جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجب کے مہینے سے دعا فرمایا کرتے تھے اور شعبان کے مہینے میں تو اس طرح خصوصی اہتمام فرماتے تھے کہ پورے سال اس طرح کا اہتمام نہ ہوتا تھا۔ ایک ایسا مبارک مہینہ جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور فرض کا ستر درجہ بڑھا دیا جاتا ہے، جس میں سرکش شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے، جنت کو روزانہ مزین کیا جاتا ہے، جس میں گناہوں کو مٹایا جاتا ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور ہر مسلمان کی دن رات میں کوئی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے، جس میں وہ مبارک رات ہے جو ہزار مہینوں کے برابر ہے، جس کو پا کر بخشش حاصل نہ کر سکنے والے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدبخت کہا ہے۔

غرض مسلمانوں کے لئے اعمال اور ثواب کا ایسا سیزن آ گیا ہے جس میں تھوڑی محنت سے بہت زیادہ نفع حاصل کر سکتے ہیں۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینے میں چار کام (اعمال) کثرت سے کرنے کی ضرورت ہے:

۱:...... کلمہ طیبہ کی کثرت۔

۲:...... استغفار کی کثرت۔

۳:...... جنت کی طلب۔

۴:...... جہنم کی آگ سے پناہ۔

یہ چار اعمال رمضان کے مہینے میں کثرت سے کرنے کی حدیث شریف میں تاکید موجود ہے۔ اس کے علاوہ جو عمل خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اسلاف امت اور اکابر سے خصوصیت کے ساتھ منقول ہے وہ تلاوت قرآن کریم ہے۔

رمضان وقرآن کا باہمی چولی دامن کا ساتھ ہے، قرآن میں عموماً رمضان کے ساتھ قرآن کریم کا بھی ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ‘‘ (البقرۃ:۱۸۵)

ترجمہ: ’’مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے لئے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے والی۔‘‘

دوسری جگہ فرمایا:

’’إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ.‘‘ (القدر:۱)

ترجمہ: ’’ہم نے اس کو اتارا شب قدر میں۔‘‘

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

’’إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ.‘‘ (الدخان:۳)

ترجمہ: ’’ہم نے اس کو اتارا ایک بابرکت رات میں۔‘‘

بلکہ صرف قرآن ہی نہیں دیگر آسمانی کتابیں بھی اسی مہینے میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’صحف ابراہیم رمضان کی پہلی تاریخ، تورات چھٹی تاریخ، انجیل رمضان کی تیرہ تاریخ، اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر، سورۂ بقرہ، ج:۱، ص:۳۱۰)

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ: زبور بارہ رمضان، انجیل اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی‘‘ (ایضاً)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے مہینے میں کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے تھے اور رمضان المبارک کے مہینے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنانے کا معمول تھا۔

’’صحیح مسلم‘‘ میں ہے:

’’إن جبرئیل علیه السلام كان یلقاه فی كل سنة فی رمضان حتى ینسلخ فیعرض علیه رسول الله ﷺ القرآن.‘‘

ترجمہ: ’’حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال رمضان کے مہینے میں اختتام مہینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے قرآن پیش کرتے (سناتے)۔‘‘

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۲۵۳، ط: قدیمی)

"شعب الایمان" بیہقی میں ہے:

"کان رسول اللہ ﷺ یعرض الکتاب علی جبرئیل علیہ السلام فی کل رمضان...... فلما کان الشہر الذی ھلک بعدہ عرض علیہ عرضتین."

(شعب الایمان، ج:۲،ص:۴۱۴)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ہر رمضان میں قرآن سناتے اور جس رمضان کے بعد آپ علیہ السلام کا انتقال ہوا اس (رمضان) میں دوبار قرآن سنایا۔"

حضرات صحابہ کرامؓ بھی اس مہینے میں کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے تھے اور اپنے معمول سے زیادہ تلاوت کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

"عن عبد اللہ بن مسعودؓ أنہ کان یقرأ القرآن من الجمعۃ إلی الجمعۃ وفی رمضان یختمہ فی کل ثلاث."

(شعب الایمان، ج:۲،ص:۴۱۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہفتہ میں ایک ختم فرماتے اور رمضان میں ہر تیسرے دن ختم فرماتے تھے۔"

منصور بن زاذانؒ کے پوتے فرماتے ہیں:

"کان جدی منصور بن زاذان یختم القرآن فی شہر رمضان عشرین وما یسرہ، قال: وکان لایسمع منہ إلا فی وقت لایصلی فیہ."

(شعب الایمان، ج:۲،ص:۴۱۵،حدیث نمبر:۲۲۵۳)

ترجمہ: "حضرت منصور بن زاذان رمضان میں بیس قرآن ختم کرتے اور اس سے خوش نہ ہوتے اور یہ تعداد اس وقت کی ہے جب وہ نماز کے باہر ہوتے۔"

سعد بن ابراہیمؒ کے بارے میں ہے:

"کان أبی سعد بن إبراہیم إذا کان لیلۃ احدی وعشرین وثلاث وعشرین وخمس وعشرین وسبع وعشرین وتسع وعشرین لم یفطر حتی یختم القرآن، وکان یختم فیما بین المغرب والعشاء الآخرۃ. قال یعقوب: کانوا یؤخرون العشاء الآخرۃ فی رمضان تاخیراً شدیداً."

(شعب الایمان، ج:۲،ص:۴۱۵-۴۱۶،رقم الحدیث:۲۲۵۳)

ترجمہ: "میرے والد سعد بن ابراہیم اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں شب کو افطاری سے پہلے پہلے ختم کرتے تھے، اور عموماً وہ مغرب اور عشاء کے درمیان ختم کیا کرتے تھے۔ یعقوب (راوی) کہتے ہیں کہ رمضان میں عشاء کی نماز کو خوب تاخیر سے پڑھا کرتے تھے۔"

امام بخاریؒ کے بارے میں ہے:

"محمد بن اسماعیل البخاری إذا کان أول لیلۃ من شہر رمضان اجتمع إلیہ أصحابہ فیصلی بھم فیقرأ فی کل رکعۃ عشرین آیۃ، وکذلک إلی أن یختم القرآن، وکذلک یقرأ فی السحر ما بین النصف إلی الثلث من القرآن فیختم عند السحر فی کل ثلاث لیال وکان یختم بالنھار کل یوم ختمۃ ویکون ختمہ عند الإفطار کل لیلۃ، ویقول: عند کل ختمۃ دعوۃ مستجابۃ."

(شعب الایمان،ج:۲،ص:۴۱۶،رقم الحدیث:۲۲۵۳)

ترجمہ: "امام بخاریؒ یکم رمضان میں جب شاگرد جمع ہوجاتے تو انہیں اس طرح نماز پڑھاتے کہ ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے، اور اسی انداز سے قرآن ختم فرماتے، اور آدھی رات سے تہائی تک قرأت کرتے اور ہر تیسرے دن تہجد میں ختم فرماتے اور دن کے اوقات میں روزانہ ایک ختم فرماتے اور عموماً ختم افطار کے وقت ہوتا۔ فرمایا کرتے تھے کہ: ختم کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔"

حضرت اسود بن یزیدؒ کے متعلق لکھا ہے:

"کان الأسود (بن یزید النخعی) یختم القرآن فی رمضان کل لیلتین وکان ینام بین المغرب والعشاء وکان یختم القرآن فی غیر رمضان فی کل ست لیال." (حلیۃ الاولیاء، الاسود بن یزید، ج:۲، ص:۱۰۳، ط: مطبعۃ السعادۃ)

ترجمہ: "حضرت اسود بن یزیدؒ دو راتوں میں قرآن ختم فرماتے اور مغرب وعشاء کے دوران سوتے اور غیر رمضان میں چھ دن میں ختم کرتے تھے۔"

حلیۃ الاولیاء میں ہے:

"کان ثابت البنانی یقرأ القرآن فی یوم ولیلۃ ویصوم الدھر."

(حلیۃ الاولیاء، ج:۲،ص:۳۲۱)

ترجمہ: "حضرت ثابت البنانیؒ روزانہ ایک ختم قرآن کرتے تھے۔"

امام قتادہؒ کے بارے میں لکھا ہے:

"أنہ کان یختم القرآن فی کل سبع لیال مرۃ، فإذا جاء رمضان ختم فی کل ثلاث لیال مرۃ، فإذا جاء العشر ختم فی کل لیلۃ مرۃ."

(حلیۃ الاولیاء، ج:۲،ص:۳۳۹)

ترجمہ:"امام قتادہ عام طور ہر سات دن میں ختم کرتے، لیکن رمضان کی ہر تیسری رات میں ان کا ختم ہوتا تھا اور آخری عشرے میں ہر رات میں ختم فرماتے۔"

سعید بن جبیرؒ کے متعلق لکھا ہے:

"قیل: أنه کان یختم القرآن فی کل لیلتین." (معرفۃ القراء الکبار، سعید بن جبیر، ج:۱،ص:۶۹، ط:موسسۃ الرسالۃ)

ترجمہ:......"کہا گیا ہے کہ سعید بن جبیر ہر دوسری رات ختم فرماتے۔"

صحابہ کرامؓ کا رمضان میں طویل طویل رکعات والی تراویح پڑھنے کا معمول تھا، "معرفۃ القراء الکبار" میں ہے:

"عن داؤد بن الحصین، أنه سمع عبد الرحمن الأعرج یقول: ما أدرکت الناس إلا وهم یلعنون الکفرۃ فی رمضان، و کان القاری یقرأ سورۃ البقرۃ فی ثمان رکعات، فإذا قام بها فی اثنتی عشرۃ رکعة، رأی الناس أنه قد خفف." (معرفۃ القراء الکبار، عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج، ج:۱،ص:۷۸)

ترجمہ:"عبد الرحمن بن اعرج فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کو رمضان میں کفار پر لعنت کرتے ہوئے دیکھا۔ صحابہؓ کے زمانے میں قاری سورہ بقرہ آٹھ رکعت میں پڑھتا تھا، اگر کبھی بقرہ بارہ رکعت میں پڑھ لیتا تو کہتے کہ اس نے بہت مختصر نماز پڑھائی۔"

اخیر دور میں حضرات اکابر دیوبند سے بھی کثرت سے رمضان میں تلاوت کرنا منقول ہے، حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ:

"حضرت شیخ الہندؒ تراویح کے بعد سے صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے اور یکے بعد دیگرے متفرق حفاظ سے کلام مجید ہی سنتے رہتے تھے۔" (فضائل رمضان،ص:۱۳)

شاہ عبدالرحیمؒ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن رات ہی تلاوت کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت چائے نوش فرماتے اتنی دیر حاضر خدمت ہوجایا کریں۔" (فضائل رمضان،ص:۱۳)

حضرت شیخ الحدیثؒ کے گھر کی خواتین رمضان المبارک میں اپنے گھریلو کام کاج کے ساتھ ساتھ دن میں پندرہ بیس پارے روزانہ بے تکلف پڑھ لیتی تھیں۔ (فضائل رمضان،ص:۳۵) خود حضرت شیخ الحدیثؒ کا روزانہ کا ایک قرآن پڑھنے کا معمول تھا۔

(آپ بیتی،ج:۲،ص:۳۲)

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ باقاعدہ حافظ قرآن نہ تھے لیکن رمضان المبارک میں قرآن کریم کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ دن میں ایک قرآن یا کم از کم ۲۵ پارے پڑھ لیتے تھے۔

ایک استاذ محترم نے ارشاد فرمایا کہ: ایک بار رمضان کے مہینے میں عصر کی نماز کے قریب حضرت مفتی صاحبؒ کے پاس گیا تو قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے، میں نے جب دیکھا تو غالباً پچیسواں پارہ تھا، پوچھا کہ استاذ جی! قرآن کب شروع کیا ہے؟ اولاً ٹالنے لگے، پھر بتایا کہ صبح شروع کیا ہے۔

ایک استاد محترم جب دورہ حدیث کے سال کتب حدیث کے تعارف کے لئے رمضان میں تشریف لائے تو فرمانے لگے: جب سے حفظ کیا ہے، اس وقت سے اب تک رمضان میں قرآن کریم کے علاوہ کوئی اور شغل نہیں رکھا، یہ پہلا سال ہے کہ قرآن کریم کے علاوہ دوسرا مشغلہ اختیار کیا ہے۔

تلاوت قرآن انسان کے دل کے نرم ہونے کا بھی ذریعہ ہے اور اس میں غور وفکر کرنا قبولیت دعا کا اہم سبب ہے، اس لئے اس مہینے میں جس قدر ہو سکے تلاوت قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے، تاکہ جو چیز رمضان سے مقصود ہے یعنی تقویٰ وہ ہمیں حاصل ہوسکے اور ہمارا رمضان قیمتی بنے اور قرآن اور رمضان قیامت کے دن ہمارے لئے سفارش کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی مبارک گھڑیاں صحیح طور پر گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اسے ہماری مغفرت اور جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

☆☆............☆☆

برطانیہ میں دینی وعربی مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداد

مسلم اور عرب خانوادوں کے اندر قرآن وحدیث کو براہ راست سمجھنے اور ان کے احکام مسائل پر غور وفکر کرنے کے لئے برطانیہ میں دینی وعربی مدارس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہورہا ہے۔ حالانکہ یہاں ۱۴۰ سے زائد مدارس دینیہ پائے جاتے ہیں اور ان سب میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے مگر نئی نسل کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے مدارس مزید کھولے جائیں اور خاص طور پر ان علاقوں میں بھی اس کا انتظام کیا جائے جہاں اب تک مدارس نہیں کھل پائے ہیں اور وہاں کے بچے دینی تعلیم اور عربی زبان سیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ان مدارس میں اسلامی تعلیم دی جاتی ہے اور نئی نسل کو عربی زبان، اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلاف کے کارناموں اور ان کی خدمات سے واقف کرایا جاتا ہے۔ مدارس کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے مقامی سرکاری افسران کے اندر خوف وہراس کا ماحول پیدا ہوگیا ہے..... (تعمیر حیات لکھنؤ، اپریل ۲۰۱۲ء)

امہات المومنینؓ کی عملی خدمات کا مختصر جائزہ

مفتی کفیل الرحمن نشاط

یہ دنیا جب سے وجود میں آئی تو اس کی ہدایت اور صحیح رہنمائی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اونچے کردار اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ حیات کے حامل بندے بھی بھیجے۔

انہیں پاکیزہ ہستیوں کا نام نبی اور رسول ہے جب بھی دنیا میں گمراہ اور بدی کی تاریکی بڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو نکالنے اور گمراہی سے بچانے کے لئے اپنے کسی نبی و رسول کو بھیجا اور اس نے نیکی' پاکیزگی کی شعاعوں سے عالم کو منور کرنے اور بندوں کو سیدھے سچے راستہ پر لانے کا فریضہ انجام دیا' یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اسی طرح چلتا رہا پھر جب اس سلسلہ کی تکمیل اور باب نبوت بند کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو آخری نبی کو ایسی کتاب ہدایت اور امتیازی خصوصیات کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ جو قیامت تک امت محمدیہ کے لئے نمونہ بن سکیں اور پھر راہ راست اور راہ ہدایت اختیار کرنے کے واسطے کسی کتاب اور نبی کی ضرورت نہ رہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں پیغمبروں کے سردار ہیں وہیں یہ خصوصیت بھی آپ کو حاصل ہے کہ صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کی ایسی جماعت آپ کو میسر ہوئی جو آپ سے پہلے کسی نبی کو میسر نہ ہوئی تھی۔

امہات المومنین زمرۂ صحابیات میں معلمات اور پاکیزہ اخلاق وکردار کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی قوم کو اصلاح اور تہذیب تمدن کے سانچے میں ڈھالنے اور اصلاحی تعلیمات پیش کرنے کے لئے مبعوث فرمایا گیا جو عام تہذیب وتمدن کے اصولوں سے بھی آشنا نہ تھی اس قوم کو پاکیزہ وشائستہ بنانے کی خاطر جہاں مردوں کی تربیت کی ضرورت تھی وہیں اس کی بھی شدید احتیاج تھی کہ عورتیں بھی اس معاملہ میں مردوں سے پیچھے نہ رہیں' مگر تہذیب وتمدن کے جب اصولوں کو سکھانے کے واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مامور تھے ان کے اعتبار سے اس کی اجازت نہ تھی کہ مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول ہو۔

اس گتھی کو سلجھانے اور اہم مقصد کی تکمیل کی یہی صورت تھی کہ آپ مختلف عمروں اور مختلف قبائل کی عورتوں سے نکاح فرما کر ان کی براہ راست خود تربیت فرمائیں اور پھر یہ خواتین عورتوں میں دینی اخلاق تربیت کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و عمل کے مطابق صحیح اسلامی روح پھونکیں اور جس طرح مردوں کا طبقہ صحابہ کے معزز عنوان اور اپنے اخلاق و کردار عمل سے بساط دنیا پر چھا جائے اور اپنی پاکیزگی کے نقوش ثبت کرے اسی طرح صحابیات کا گروہ عورتوں کے درمیان امتیازی حیثیت سے ابھر کر آئے۔

تاریخ شاہد ہے کہ امہات المومنینؓ نے یہ فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا' پیغمبر کی خانگی زندگی اور گھریلو معاملات سے متعلق احکام دین کا ایک بہت بڑا حصہ ہوتے ہیں اور نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے جس قدر دین کی اشاعت ہوئی اس کا اندازہ محض اس سے آسانی لگایا جاسکتا ہے کہ صرف ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس احادیث اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے تین سو اڑسٹھ احادیث معتبر کتب حدیث میں موجود ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ نے جو احکام وفتاویٰ لوگوں کو بتائے ان کے متعلق حافظ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں کہ انہیں اکٹھا کریں تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔

سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعدد ازواج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی مصلحت علم دین کی اشاعت تھی اور بلاشبہ خواتین اسلام ان درسگاہوں سے مستفید ہوئیں معلمات خواتین میں جہاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ وغیرہ دور صحابہ میں خواتین اسلام کی علمی اعتبار سے بھی سرتاج ہیں وہیں ان سے مستفید تابعیات کا دور بھی اس اعتبار سے ممتاز ہے۔ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن اور حضرت معاذہ بنت عبداللہ وغیرہ امہات المومنین اور دیگر صحابیات کی خوشہ چیں اور اپنے دور کی معروف عالمہ خواتین ہیں۔

امہات المومنینؓ کے سامنے سورۂ اقراء کی وہ پانچ آیات بھی تھیں جن میں تعلیم پر زور دیا گیا اور یہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھا کہ علم کی طلب ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے اور دوسرے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔ قرآن و احادیث کے ان ارشادات سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کے عقائد واعمال' معاملات اور معاشرت واخلاق کے سنوارنے اور دینی ودنیاوی فلاح وکامرانی کے حصول

کے لئے تعلیم اور خصوصاً علم دین کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی سی ہے۔

ازواج مطہراتؓ کی یہ کوششیں بار آور ہوئیں اور علم و پاکیزہ اخلاق و اعلیٰ دینی قدروں کی حامل صرف براہ راست ان سے استفادہ کرنے والی عورتیں ہی نہیں بلکہ یہ سلسلہ آگے تک چلا' ان کی خوشہ چیں عورتوں نے دوسری عورتوں میں یہ دینی روح پھونکی' سرسری طور پر اس کے ایک دو نمونہ دیکھئے۔

حدیث کے بہت بڑے عالم حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ جن اساتذہ سے انہوں نے علم حاصل کیا ان میں اسی سے زیادہ عورتیں شامل ہیں۔ حضرت سیدہ نفیسہ بنت حسن اس درجہ کی عالمہ و بزرگ خاتون تھیں کہ حضرت امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر امام ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

امام ربیعۃ الرائے جو حضرت مالکؒ وغیرہ کے استاذ ہیں ان کی والدہ بڑی ذہین اور علم و دین کی دلدادہ تھیں' ان کے والد فروخ بنوامیہ کی فوج میں تھے' شاہی حکم سے وہ بہت سی جگہ جنگوں میں بھیجے گئے' جب یہ سفر کے لئے روانہ ہوئے تو امام ربیعہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے' فروخ کا سفر اس قدر طویل ہوا کہ اس میں ستائیس سال گزر گئے' یہ چلتے وقت تیس ہزار اشرفیاں دے گئے تھے' حضرت ربیعہ کی والدہ نے یہ ساری اشرفیاں ان کی تعلیم میں خرچ کر دیں۔

حضرت امام بخاریؒ نے جب حصول علم کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ اور بہن نے خرچ کی ذمہ داری لی اور اپنا مال قربان کرنے پر بخوشی تیار ہو گئیں' غرض امہات المومنینؓ نے علم و اخلاق و اسلامی معاشرہ کے وہ چراغ روشن کئے کہ ان سے چراغ در چراغ جلتے چلے گئے اور فراست نبوی نے جن خواتین کا اس اہم کام کے لئے انتخاب کیا تھا وہ انتخاب بالکل درست ثابت ہوا۔

ارشاد ربانی ہے:

''اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔'' (الاحزاب)

اس سے امہات المومنینؓ کے شرف و فضیلت کا بھی اظہار ہوتا ہے اور آگے آیات میں اللہ تعالیٰ ان کی خصوصیت و فضیلت کا یوں اظہار فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ اہل بیت سے آلودگی کو دور رکھے اور ظاہراً و باطناً ہر طرح صاف و پاک رکھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہراتؓ کو یہ اختیار دیا کہ دنیا طلبی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی اختیار کریں یا پھر تنگی اور فراخی جو کچھ پیش آئے اس پر قناعت کر کے آپ کی زوجیت میں رہیں تو سب ازواج مطہراتؓ نے اضافہ نفقہ کے مطالبے کو چھوڑ کر اسی حال میں زوجیت میں رہنا اختیار کیا تو اس پر بطور انعام اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی کو بھی انہیں نو ازواج کے لئے مخصوص کر دیا اور ان کے سوا کسی سے نکاح جائز نہ رہا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو آپ کے لئے مخصوص فرما دیا کہ آپ کے بعد وہ کسی سے نکاح نہیں کر سکتیں اسی طرح آپ کو بھی ان کے لئے مخصوص فرما دیا کہ آپ ان کے علاوہ اور نکاح نہیں کر سکتے۔ ☆☆

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
کی گراں قدر تصنیفات

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

مبدء سے لحد تک پیش آنے والے انسانی زندگی کے ہر مسئلہ کا نہایت آسان اور عام فہم شرعی حل
جدید فقہی انسائیکلو پیڈیا' ہر گھر کی ضرورت' ہر مفتی کا معاون' انوکھے اور نئے انداز کا فقہی ذخیرہ۔
(تخریج و اضافہ شدہ جدید ایڈیشن) رعایتی قیمت: 2700 روپے
عام ایڈیشن دس جلدیں مکمل (رعایتی قیمت 1300 روپے)

معارفِ نبوی احادیث نبویہ کا آسان اور عام فہم ترجمہ و تشریح (جلد ۴)

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سنن ترمذی، مشکوۃ المصابیح اور مشارق الانوار سے جو درس حدیث دیا ہے ان احادیث کی سادہ، عام فہم تشریح و توضیح کے علاوہ حدیث کے موضوع پر جو کچھ بھی تحریر فرمایا ہے اس خزانہ عامرہ کو چار جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے۔ علماء و طلباء اور عوام الناس کے لئے احادیث نبویہ کا بہترین گلدستہ

رعایتی قیمت عام ایڈیشن: 950 روپے
رعایتی قیمت اعلیٰ ایڈیشن: 1500 روپے

اصلاحی مواعظ (آٹھ جلدیں)

حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے ذوق و مزاج پر اصلاحی رنگ غالب تھا، چنانچہ آپ کے وعظ اور بیانات حد درجہ مفید، نفع رساں اور خیر خواہی کے جذبے سے سرشار ہوتے تھے۔ مختلف مواقع پر کیسٹ شدہ مواعظ کو صاف کر کے آٹھ جلدوں میں ''اصلاحی مواعظ'' ترتیب دی گئی ہے

رعایتی قیمت: 1000 روپے

علاوہ ازیں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی مکمل تصانیف کا سیٹ خریدنے پر خصوصی رعایت کی جائے گی مزید معلومات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں:
مکتبہ لدھیانوی 18- سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
021-34130020-0321-2115595-0321-2115502
www.shaheedeislam.com

آٹھ روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس

رپورٹ: مولانا عبدالحی مطمئن

کراچی .... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ اتحاد ٹاؤن کے احباب کی خواہش پر مجلس کراچی کے مبلغین حضرات نے اہلیان اتحاد ٹاؤن کے لئے آٹھ روزہ ''تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس'' کا پروگرام ترتیب دیا۔ یہ کورس مدرسہ عربیہ قاسم العلوم نزد جامع مسجد کی مفتی محمودؒ چوک اتحاد ٹاؤن میں یکم تا ۸ر جولائی منعقد ہوا۔

اتوار یکم جولائی کو پہلی نشست کا آغاز جامعہ دارالعلوم الصفہ کے استاد حدیث اور جامع مسجد کی اتحاد ٹاؤن کے امام وخطیب مولانا مفتی فیض الرحمن کے روح پرور بیان سے ہوا۔ اس کے بعد راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت سے متعلق بنیادی، اہم اور ضروری باتیں بیان کیں۔

پیر ۲ر جولائی کو راقم الحروف نے شرکائے کورس کے سامنے مرزا قادیانی کے کردار و کرتوت کے حوالہ سے ڈیڑھ گھنٹے گفتگو کی اور مرزا کا پوسٹ مارٹم کیا۔

منگل ۳ر جولائی کو پہلے راقم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا پردہ چاک کیا، اس کے بعد مجلس ضلع ملیر کے مبلغ مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ نے اوصاف نبوت اور عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر گفتگو کی۔

بدھ ۴ر جولائی اولاً میں نے تضادات مرزا کے عنوان پر گفتگو کی بعد ازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ''قادیانیت کا تعاقب اور بائیکاٹ کیوں؟'' کے عنوان پر اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا اور سامعین کو اطمینان بخش جواب دیئے۔

جمعرات ۵ر جولائی کو راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت کی فضیلت، عظمت واہمیت اور قرآن و حدیث سے ثبوت اور آیت خاتم النبیین کی توضیح وتشریح اور قادیانی شبہات کے جوابات عرض کئے۔

جمعہ ۶ر جولائی کو بندہ نے عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآنی آیات کی روشنی میں طلبا وطالبات کے سامنے دلائل دیئے۔

ہفتہ ۷ر جولائی کو تمام شرکاء کورس کا تحریری امتحان ہوا، جس میں ۹ طلبا اور ۲۳ طالبات نے حصہ لیا۔ سوالیہ پرچہ عقیدۂ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ذات مرزا سے متعلق پورے پچاس سوالات پر مشتمل تھا، امتحانی وقت کا دورانیہ صرف دو گھنٹے تھا۔

اتوار ۸ر جولائی کو اس تربیتی کورس کا اختتامی پروگرام ہوا، تقریب سے حضرت مولانا مفتی فیض الرحمن اور جامعہ عثمانیہ احیاء العلوم کے استاد حدیث جامع مسجد حذیفہ سعید آباد کے امام وخطیب مولانا سعید الرحمن نے ایمان افروز بیانات کئے۔ انہوں نے اپنے بیانات میں فرق باطلہ خصوصاً قادیانیت و مرزائیت کی تردید، ایمان واعمال صالحہ میں ترقی، سنت کی پابندی، بدعات ورسومات کی مخالفت اور اپنے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت پر بہت زور دیا۔

نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء طالبات کے ناموں کا اعلان کیا گیا۔ مہمان گرامی قدر کے ہاتھوں سے شرکاء کورس کو ایک جوڑا کپڑے، لٹریچر کا پیکٹ اور نمایاں پوزیشن کے حامل احباب کو مذکورہ بالا انعام کے علاوہ تحفۂ قادیانیت جلد ۴ خصوصی انعام کے طور پر دی گئی۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب طلبا بالترتیب جامعہ حقانیہ سعید آباد کے طالب علم راجہ حمید بن حمید اللہ خان، جامعہ دارالعلوم الصفہ کے محمد فیصل بن صغیر احمد، جامعہ عثمانیہ احیاء العلوم کے عبدالرفیع بن عبدالواسع جبکہ طالبات میں سے بنت نصیب گل، بنت غلام محمد، بنت نثار احمد اور بنت شبیر احمد ہیں۔ پروگرام کے انعقاد و کامیابی میں بھائی عبدالرفیع، مولانا قاری داؤد ساجد اور بھائی محمد فیصل نے اہم کردار ادا کیا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ یہ تمام تر کوشش و کاوش اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما کر نجات اخروی کا ذریعہ بنائیں آمین یارب العالمین۔

☆☆.........☆☆

بچوں کی تربیت کیسے کریں؟

محمد کاشف

آج کے عدیم الفرصت دور میں اگر خوش قسمتی سے فرصت کے کچھ لمحات میسر آجائیں اور اہل خانہ مل جل کر کچھ وقت گزار سکیں تو بلاشبہ اللہ کی کسی نعمت سے کم نہیں، اسی بات کی اہمیت کے پیش نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مصروفیت سے پہلے فرصت کو غنیمت جانو'' (ترمذی)

لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے فرصت کے ان لمحات کو بہترین انداز میں صرف کرنا چاہئے۔ بالخصوص انفرادی اصلاح، گھر کے ماحول کی بہتری اور بچوں کی تربیت اور کردار سازی کے لئے باقاعدہ منصوبہ بنا کر ایک مربوط پروگرام ترتیب دینا چاہئے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم فرصت کے لمحات کی صحیح معنوں میں قدر نہیں کرتے، ہر سال موسم گرما و سرما کی طویل چھٹیاں آتی ہیں، ان کی آمد جہاں طالب علموں اساتذہ اور تعلیمی اداروں کے افراد کے لئے باعث مسرت ہوتی ہیں، وہاں گھر کے والدین کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ اس قیمتی وقت کو استعمال کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ والدین ذہنی دباؤ کا شکار بھی رہتے ہیں۔ اس ضمن میں چند عملی نکات پیش ہیں:

☆...... پہلے مرحلے میں شب و روز کے لئے نظام الاوقات کا تعین کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے پیش نظر کہ صبح کے وقت میں برکت ہے، اپنے دن کا آغاز نماز فجر سے کیجئے، نماز فجر کے بعد ہی سے دن بھر کی سرگرمیوں کا آغاز کیجئے، یہ بہترین اور باعث برکت وقت سونے کی نذر نہ کریں۔ عام طور پر تعطیلات کا آغاز ہوتے ہی بچوں کا رات کے وقت جاگنا اور صبح دیر سے اٹھنا معمول بن جاتا ہے جو کہ نامناسب اور خلاف فطرت ہے۔ فجر کی نماز کے لئے اٹھنے پر انعام بھی دیا جاسکتا ہے، ایک بھائی یا بہن کی فجر کے وقت اٹھانے کی ذمہ داری لگایئے اور پھر اسے تبدیل کرتے رہنے تاکہ سب کو ذمہ داری کا احساس ہو اور ایک دوسرے کے درمیان نیکی میں تعاون کا جذبہ پیدا ہو، نماز فجر ادا کرکے سوجانے کی غیر فطری وغیر مناسب روایت کو ختم کریں اس روایت نے انسانی روح کا حسن برباد کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات آرام وسکون کے لئے اور دن کام کے لئے بنایا ہے۔ اس کے لئے والدین خود عملی نمونہ پیش کریں۔

☆...... بچوں کی عمر، تعلیمی مصروفیات کو مدنظر رکھ کر بچوں سے مشاورت کرکے سونے کے اوقات کا تعین کرلیا جائے اور اس پر کاربند بھی رہا جائے۔ رشتہ دار، بہن بھائیوں کے سامنے اس بات کا اظہار نہ کریں کہ: ''لمبی چھٹیاں ہوگئی ہیں، اب تو ہر وقت بچے سر پر سوار رہیں گے۔ اگر آپ بچوں کا استقبال ان جملوں سے کریں گے تو آپ کے اور بچوں کے درمیان فاصلے بڑھ جائیں گے اور وہ وقت جو آپ کے حسن استقبال سے بچوں کے دلوں میں خوشگوار احساس لاسکتا تھا، اس عمل سے ضائع ہوجائے گا۔

☆...... بچوں کے ساتھ مل کر ہفتہ وار پروگرام ترتیب دیجئے، ان کے ذہن اور دلچسپیوں کے مطابق ذمہ داریاں بانٹیں۔

☆...... اپنی اہم مصروفیات کے بارے میں ایک دوسرے کو آگاہ کریں، اپنے کام کے سلسلے میں ایک دوسرے سے مشورہ طلب کریں اور تعاون کی پیشکش کریں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے پیش نظر کہ: ''تباہ ہوگیا وہ شخص، جس کا آج اس کے کل سے بہتر نہیں۔'' گزشتہ کل کا بھی جائزہ لیں اور اپنے آج کو گزشتہ کل سے بہتر بنانے کے لئے پلاننگ کریں، اگر چند منٹ بھی مل کر بیٹھیں گے تو اس کی برکت کے احساس جلد محسوس ہونے لگیں گے۔

☆...... چھٹیوں میں سب اہل خانہ ایک ساتھ ناشتہ، دونوں وقت کا کھانا کھائیں تو باہمی محبت میں اضافہ ہوگا، بچوں اور بچیوں کو جس قدر ہوسکے اپنے قریب رکھئے، گھر میں اگر کمپیوٹر موجود ہو تو ایسی جگہ پر رکھئے جہاں آپ اس پر نظر رکھ سکیں، اگر آپ کو کمپیوٹر سے کوئی لگاؤ نہیں تو اس کی تھوڑی بہت مشق آپ کو کرنی چاہئے، جب چھوٹے بچوں میں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم اپنے والدین سے زیادہ جانتے ہیں تو ایک احساس برتری پیدا ہوتا ہے، دوسرا اکثر بچے اپنی ماؤں کو اندھیرے میں رکھتے ہیں کہ ہم کام کررہے ہیں، حالانکہ وہ جو کچھ کررہے ہوتے ہیں مائیں ان سے

غافل ہوتی ہیں۔

☆……فرصت کے لمحات کو محض ٹیلی ویژن کی نذر نہ ہونے دیں، بچوں کی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے ان کو متبادل مصروفیات ومشاغل دیں، بچوں کو ان کی عمر اور ذوق کے لحاظ سے کوئی نیا کام سکھانے کی کوشش کیجئے، کاغذ کے کھلونے بنانا، رنگ بھرنا، سلائی کرنا، کسی ڈیکوریشن پیس کو صاف کرنا، مل جل کر گھر کے بگڑے کام سنوارنا بھی ایک فن ہے۔ آپ کو یہ کامیابی اسی صورت میں ملے گی جب آپ اپنی پوری توجہ، وقت اور معاونت بچے کو مہیا کریں گے۔

☆……اسکول کے ہوم ورک کی مرحلہ وار تقسیم کر کے اپنی نگرانی میں روزانہ تھوڑا تھوڑا کام کروایئے، ٹیوشن پڑھوانا مجبوری ہو تو بچے کے معاملات پر نظر رکھیں، گھر میں لان یا کیاری کی جگہ ہو تو بچے کو کوئی پودا اگانے اور اس کی نگہداشت کرنا سکھایئے۔ بچوں کی ضروریات پوری کرنا کافی نہیں بلکہ انہیں وقت اور توجہ کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ اپنی مصروفیات میں اس کے لئے بھی وقت رکھیں، یہ بچوں کا حق ہے جو انہیں ملنا چاہئے۔ والدین کی شفقت سے محرومی کے نتیجے میں بچے احساس محرومی کا شکار ہوتے ہیں، یہی جذبہ منفی رخ اختیار کر لے تو بچے غلط صحبت اختیار کر لیتے ہیں۔

☆……بچوں کے دوستوں کو گھر بلوایئے، ان کی عزت کیجئے، ان کو توجہ دیجئے تاکہ وہ آپ پر اعتماد کریں، بچوں کے دوستوں کے گھر والوں سے تعلقات بہتر رکھئے، اگر آپ ان کے گھر کے ماحول سے مطمئن نہیں تو بچے کو برملا نہ کہیں، حکمت وتدبر سے کام لیجئے تاکہ آپ کے اور بچے کے درمیان اعتماد کے رشتے کو ٹھیس نہ پہنچے۔

☆……بچوں میں ذوق مطالعہ کو پروان چڑھانا، اس کی تسکین کا سامان کرنا ایک اہم فریضہ ہے، اچھی اچھی کتب ورسائل پڑھنے کو فراہم کریں، بچوں کو کہانی سننا اچھا لگتا ہے، دلچسپ انداز میں سبق آموز کہانی سنایئے، بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کہانی پڑھئے اور تاریخ اسلام سے متعلق واقعات کی کتابیں بھی بچے بہت شوق سے پڑھیں گے اس پر بات چیت ہو تو یہ ذوق مطالعہ بڑھانے میں مددگار ہو سکتا ہے۔

☆……روزانہ نہ سہی ہفتہ میں چند احادیث بچوں کے ذہن نشین ضرور کرائی جائیں جبکہ تلاوت قرآن پاک روزانہ کی بنیاد پر کی جائے اس کے علاوہ کلام اقبال کے مختلف حصے بھی یاد کرایئے، یہ چیز بھی ان کی تربیت پر بڑی خوبی سے اثر انداز ہوگی۔

☆……آج کے بچے کل کے قائد ہیں، مستقبل کی قیادت کی تیاری کے پیش نظر گھر کی ذمہ داریوں کو بچوں میں تقسیم کر کے ان کی صلاحیتوں کا امتحان لیا جا سکتا ہے، مثلاً نو عمر بچوں کی ساتھ بھی یہ تجربہ کر کے دیکھا جائے کہ ایک دن والدین گھر میں اپنی ذمہ داریاں اپنی جگہ اپنے بچوں کو سونپ کر خود بچے بن جائیں، اس کے ذریعے بچوں میں چھپے ہوئے جوہر کو سامنے لایا جا سکتا ہے اور یہ ایک دلچسپ تجربہ بھی ہوگا۔

☆……نو عمر بچوں کو ''جج'' بنا کر گھر میں چھوٹے موٹے خاکے، کھیل کے طور پر پیش کئے جائیں تاکہ ان کو انصاف کرنے، فیصلہ کرنے کی تربیت دی جا سکے۔ بچوں کی لڑائی میں صلح کرانا ان کی شرارتوں، نادانیوں کی اصلاح کرانے کے لئے ان سے تعاون لیا جا سکتا ہے۔

☆……جمعہ یا اتوار کا ایک دن روز خاص کے طور پر منایا جائے۔ جمعہ کی نماز کے لئے سب اہل خانہ تیار ہو کر مسجد جائیں تو گھر میں صبح سے جمعہ کی تیاری، نماز میں شرکت سے عید کا سماں بندھ جائے گا۔

☆……کبھی کبھار بچوں کے ساتھ ان کی ذہنی سطح پر آ کر کھیل میں شریک ہونا، ان کی باتوں میں دلچسپی لینا، اپنے بچوں کے ساتھ کھیل میں مقابلہ کرنا، کبھی جیت کر، کبھی بچوں سے ہار کر، دونوں کیفیات میں صحیح طرز عمل کی تلقین سے کھیل ہی کھیل میں بچوں کی جذباتی تربیت کے ساتھ ساتھ کئی رویوں کی راہنمائی ہوگی۔

☆……نو عمر بچوں پر اپنے خیالات کو حاوی کرنا، اپنی پسند اور رائے کو زبردستی ٹھونسنا مناسب نہیں۔ دلیل سے بات کو منوایئے۔ یہ عمر اپنی صلاحیتوں کا اظہار چاہتی ہے۔ ان سے مشورہ لینا اور تحمل سے ان کا نقطہ نظر سننا ان کے اعتماد کو بڑھاتا ہے۔

☆……طویل چھٹیوں میں والدین بچوں کو مختلف ہنر سکھا سکتے ہیں، مثلاً خوشخطی، مضمون نویسی، تجوید، آرٹ کے کچھ مزید کام اور بچیوں کو سلائی

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

کڑھائی، کپڑوں کی مرمت، مہندی کے ڈیزائن وغیرہ تک سکھائے جاسکتے ہیں۔

☆......بچوں کو ہسپتالوں میں مریضوں کی عیادت کے لئے لے کر جانا، اللہ تعالیٰ کے شکر کا جذبہ پیدا کرنا، دوسروں سے ہمدردی، محبت کا اظہار سکھانا، اس لئے کہ آج کے دور میں ہر کوئی اپنی دنیا میں مگن ہے۔

☆......حلقہ احباب، رشتہ داروں وغیرہ کے ساتھ مل کر پکنک پر جانا، جہاں حقوق العباد کی اہمیت اجاگر کرنے کا ذریعہ ہے، وہاں اسلامی تہذیب کے آداب سکھانے میں بھی مفید ہے۔

☆......اگر والدین اپنے بچوں کے ساتھ چھٹیوں میں کسی تفریحی مقام پر جارہے ہیں یا کسی رشتہ دار کے ہاں مقیم ہیں تو بھی تربیت کرنے کا بہترین موقع ہے۔ جتنا سفر میں انسان سیکھتا اور سکھاتا ہے وہ گھروں میں ممکن نہیں ہوتا، ہر وقت کا ساتھ، کچھ نئے عوامل، سفر کے تجربات، بہت کچھ نیا سیکھنے کو ہوتا ہے۔

☆......بچوں میں اتنی ایمانی جرأت پیدا کیجئے کہ وہ مسلمان ہونے اور پاکستانی ہونے پر فخر کرسکیں۔ اندرونی و بیرونی دشمنوں سے آگاہی دیجئے۔

☆......والدین اپنے خاندان کے مزاج، ماحول، حالات کو سامنے رکھ کر چھٹیوں کو اپنے لئے یادگار بناسکتے ہیں۔ حسن نیت اور خلوص سے بھرپور کوشش کرنے والوں کو ہی اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں وہ مسلمان والدین ہی اس اجر عظیم کے مستحق ہوں گے، جنہوں نے اولاد جیسی نعمت کو ضائع نہیں کیا ہوگا بلکہ اپنی پوری ہوش مندی اور شعور سے اپنی ذمہ داریاں نبھائی ہوں گی۔

☆......آج ہی عزم کیجئے، پروگرام مرتب کیجئے، چھٹیوں کے ہر دن کو ایسا بنانا ہے کہ وہ گزرے ہوئے کل سے بہتر ہو، اک نئے جذبے سے بچوں کے ساتھ دوستی، محبت کا رشتہ استوار کیجئے، ضروری نہیں کہ وہ سب منصوبے جو آپ بنائیں وہ پورے ہوں، حالات و واقعات ان میں ردوبدل کروائیں گے لیکن آپ نے اس ردوبدل میں بھی اپنا اصلی ٹارگٹ نہیں بھولنا۔ بچے آپ کے قیمتی خزانہ ہیں، ان سے غافل نہیں ہوں۔

☆......ایک بات کا خاص طور پر خیال رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو وہ عمل زیادہ محبوب ہے جو ثابت قدمی سے مسلسل کیا جائے۔ لہٰذا فرصت کے لمحات اور چھٹیوں کے لئے جو نظام الاوقات اور ترجیحی امور طے کرلیں، انہیں باقاعدگی سے انجام دیں اور چھٹیوں کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رکھیں، تب ہی موثر اور نتیجہ خیز تربیت ثابت ہوگی۔ اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد اور دعاؤں کا خصوصی اہتمام بھی ضرور کیجئے۔

☆☆.........☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا **عبد المجید لدھیانوی** صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبد الرزاق اسکندر** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ **خواجہ عزیز احمد** صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا **عزیز الرحمن** جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4783486, 061-4583486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ